Postal Reg.No:PB-0258/2002

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد 51 وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ شمارہ 4

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

9 ر ذیقعد 1422ھ ہجری 24 ر صلح 1381 ہش 24 ر جنوری 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 19 ر جنوری 2002ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت رزاق کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

نماز ایسی شئے ھی کہ سیئات کو دور کر دیتی ھے

میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

ہر شخص کو جو عربی زبان نہیں جانتا ضروری ہے کہ اپنی زبان میں اپنی دعاؤں کو پیش کرے اور رکوع میں سجود میں مسنون تسبیحوں کے بعد اپنی حاجات کو عرض کرے ایسا ہی التحیات میں اور قیام اور جلسہ میں۔ اس لئے میری جماعت کے لوگ اس تعلیم کے موافق نماز کے اندر اپنی زبان میں دعائیں کر لیتے ہیں اور ہم بھی کر لیتے ہیں اگرچہ ہمیں تو عربی اور پنجابی یکساں ہی ہیں مگر مادری زبان کے ساتھ انسان کو ایک ذوق ہوتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں نہایت خشوع اور خضوع کے ساتھ اپنے مطالب اور مقاصد کو بارگاہ رب العزۃ میں عرض کرنا چاہئے۔ میں نے بارہا سمجھایا ہے کہ نماز کا تعہد کرو جس سے حضور اور ذوق پیدا ہو۔ فریضہ تو جماعت کے ساتھ پڑھ لیتے ہیں۔ باقی نوافل اور سنن کو جیسا چاہو طول دو۔ اور چاہئے کہ اس میں گریہ و بکا ہو۔ تا کہ وہ حالت پیدا ہو جاوے جو نماز کا اصل مطلب ہے۔ نماز ایسی شے ہے کہ سیئات کو دور کر دیتی ہے۔ جیسے فرمایا اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (ہود: ۱۱۵) نماز کل بدیوں کو دور کر دیتی ہے حسنات سے مراد نماز ہے۔ مگر آج کل یہ حالت ہو رہی ہے کہ عام طور پر نمازی کو مکار سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں یہ اسی قسم کی ہے جس پر خدا نے واویلا کیا ہے کیونکہ اس کا کوئی نیک اثر اور نیک نتیجہ مترتب نہیں ہوتا۔ نرے الفاظ کی بحث میں پسند نہیں کرتا۔ آخر مر کر خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔ دیکھو ایک مریض جو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اس کا نسخہ استعمال کرتا ہے اگر دس بیس دن تک اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ تشخیص یا علاج میں کوئی غلطی ہے۔ پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ سالہا سال سے نمازیں پڑھتے ہیں اور اس کا کوئی اثر محسوس اور مشہود نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں تو پچاس پچاس برس تک نماز پڑھنے والے دیکھے گئے ہیں کہ بدستور رذ بد نیا اور سفلی زندگی میں نگونسار ہیں۔ اور انہیں نہیں معلوم کہ وہ نمازوں میں کیا پڑھتے ہیں اور استغفار کیا چیز ہے۔ اس کے معنوں پر بھی انہیں اطلاع نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۴۳۔۴۴۴)

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(۲۲ ر رمضان المبارک ۲۰۰۱ء (بروز ہفتہ) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۷۷ تا ۱۸۸ کے درس کا خلاصہ)

(قسط نمبر ۷)

لندن۔ (۲۲ ر رمضان المبارک۔ ۸ ر دسمبر ۲۰۰۱ء)۔ آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا ۲۲ واں روز اور ہفتہ کا دن تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج قبل دوپہر مسجد فضل لندن میں سورۃ الاعراف کی آیات ۱۷۸ تا ۱۸۸ کا درس ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ قرآنی علوم اور حقائق و معارف پر مشتمل اس درس میں حضور ایدہ اللہ اہم اور مشکل الفاظ کی حل لغت، احادیث نبویہ اور مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کی تفاسیر کے حوالہ سے بھی مضامین قرآن کو بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں ضروری تشریحات اور محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

آج حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی ۱۷۷ ویں آیت کے درس کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ تفسیر کا ذکر فرمایا۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"آیات اللہ جن کے باعث کسی کو رفعت شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے ان پر تمہیں اطلاع نہیں۔ وہ الگ رتبہ رکھتی ہیں۔ مگر وہ چیزیں جیسے خود رائی، خود پسندی، خود غرضی، تحقیر، بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے، وہ انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک ایسے انسان کا قصہ قرآن میں ہے جس نے آیات اللہ دیکھے مگر اس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾"۔

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس آیت کے تعلق میں فرماتے ہیں: "ابتدائی رؤیا یا الہام کے ذریعہ سے خدا بندہ کو بلانا چاہتا ہے مگر وہ اس کے واسطے کوئی حالت قابل تشفی نہیں ہوتی چنانچہ بلعم کو الہامات ہوتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ ﴿لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ﴾ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا رفع نہیں ہوا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور میں وہ کوئی برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ ابھی تک نہیں بنا تھا۔ یہاں تک کہ وہ گر گیا۔ ان الہامات وغیرہ سے انسان کچھ بن نہیں سکتا۔ انسان خدا کا بن نہیں سکتا جب تک کہ ہزاروں موتیں اس پر نہ آویں اور بیضۂ بشریت سے وہ نکل نہ آئے"۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۰ ر اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴) اسی طرح فرمایا:

"نجات کامل خدا ہی کی طرف مرفوع ہو کر ہوتی ہے اور جس کا رفع نہ ہو وہ ﴿اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾ ہو جاتا ہے۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۶ مورخہ ۱۷ ر فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۷)

باقی صفحہ (7) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

شوخیوں کا خوفناک انتقام!

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے ٹھیک سو سال قبل ۱۹۰۱ء میں رسالہ ''جہاد'' تصنیف فرمایا جس میں اس بات کا اعلان فرمایا کہ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشاد 'یَضَعُ الْحَرْب' کی روشنی میں اس دور میں تلوار کا جہاد اس کی شرائط کے مفقود ہو جانے کی وجہ سے ختم ہے۔ مذکورہ رسالہ کی تصنیف کے وقت حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب آف کابل شاگرد سیدنا حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید افغانستان سے قادیان تشریف لائے تھے۔ انہوں نے قادیان میں تلوار کے جہاد کے التواء سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان معلوم کر کے آپ کی کتب سرزمین افغانستان بالخصوص کابل لے جا کر وہاں کے فرمانرواؤں کو دیں اس سے ناراض ہو کر افغانی ملاؤں نے اس کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ اور اسے انگریزوں کی سازش قرار دے کر امیر کابل کے حکم سے حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو ۱۹۰۱ء میں ہی گلا گھونٹ کر شہید کر دیا۔ ان کی شہادت کے بعد ۱۹۰۳ء میں حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید قادیان آئے اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو پرکھ کر آپ نے بیعت کر لی اور جب اپنے وطن 'خوست' واپس پہنچے تو قید کر لئے گئے بالآخر کابل لائے گئے۔ آپ کا وہاں کے مولویوں سے تحریری مباحثہ ہوا۔ لیکن وہ مباحثہ باوجودیکہ تحریری تھا اس کو شائع نہیں کیا گیا اور بجائے اس کا جواب دلیل سے دینے کے آپ کو دو من دس سیر وزنی بیڑیاں پہنا کر چار ماہ کیلئے قید کر دیا گیا اور توبہ کرنے کی تلقین کی گئی شہید مرحوم نے نہایت استقلال اور استقامت سے فرمایا کہ میں سچائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر چھوڑ نہیں سکتا اس پر آپ کو نہایت بے دردی سے ناک میں نکیل ڈال کر گھسیٹتے ہوئے مقتل تک لے جایا گیا اور کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا اور پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا گیا۔

ایک تو افغانستان کی حکومت تھی جس نے جہاد کے فتوی کی وجہ سے آپ کے دو جاں نثاران کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں شہید کر دیا۔ اور دوسری حکومت پاکستان کی ہے جس نے اپنے White Paper میں جو ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا تھا نہایت بے باکی سے جھوٹے طور پر لکھا کہ:-

''جدید محققین نے ثابت کر دیا ہے کہ احمدیت انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے جو برطانوی سلطنت کے مفادات کے تحفظ کی خاطر لگایا گیا ہے'' حکومت پاکستان کا شائع کردہ رسالہ (''قادیانیت - اسلام کے لئے سنگین خطرہ'')

......اور مفادات کا تحفظ بتاتے ہوئے White Paper میں حکومت پاکستان نے کہا کہ چونکہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جہاد کی حرمت کا فتوی دیا ہے اس لئے انگریزوں کے مفادات کا سب سے بڑا تحفظ آپ کے ذریعہ سے ہوا ہے۔

خدا کی قدرت کہ وہی حکومت پاکستان جس نے احمدیوں کو جہاد کا منکر بتا کر کافر قرار دیا اور سالہا سال سے طرح طرح کے مظالم احمدیوں پر ڈھا رہی ہے انہیں انگریزوں کا خود کاشتہ پودا قرار دیا آج اسی حکومت پاکستان نے اپنے سب سے بڑے جہادی حلیف یعنی طالبان جیسے عظیم مجاہدین کی گردنوں کو امریکہ اور برطانیہ کے انگریزوں کے طاقتور ہاتھوں میں تھما دیا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ ان مجاہدین کے جذبۂ جہاد کو نیست و نابود کرانے میں انگریزوں کی مدد کی بلکہ خود اپنے ملک میں جہاد کی آوازیں نکالنے والے ملاؤں کو قید خانوں کی زینت بنا دیا۔

حکومت پاکستان اور وہاں کے ملاں، حکومت افغانستان اور وہاں کے ملاں اور ہندوستان کے وہ تمام ملاں جو ہر بات میں پاکستان اور طالبان کا دم بھرتے ہیں ان کے لئے یہ بات عبرت کا نشان ہے کہ خدا نے آج ان کی گردنوں کو نہ صرف انگریز کی طاقت کے آگے جھکا دیا ہے بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ انگریز کے مفادات کو مکمل تحفظ انہوں نے فراہم کیا ہے۔ ہاں وہی ''تحفظ'' جس کا الزام یہ پہلے جماعت احمدیہ کو دیتے تھے۔

ہمارے مخالف مولویوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ ذرا انصاف سے بتایئے کہ ہم تو یہ بات پختہ ثبوت سے کہہ رہے ہیں جس کو آج دنیا کی کوئی طاقت جھٹلا نہیں سکتی کہ تم لوگوں نے انگریزوں کے مفادات کو تحفظ فراہم کیا ہے لیکن کیا گزشتہ سو سال میں تم لوگ بھی اس بات کا کوئی ثبوت دے سکے ہو کہ احمدیوں نے کبھی بھی انگریزوں کے مفادات کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ انگریزوں کے خدا یسوع مسیح کو جس کو تم انگریزوں کی ہاں میں ہاں ملا کر چوتھے آسمان پر زندہ قرار دیتے ہو قرآن و حدیث کی روشنی میں مردہ ثابت کر دیا ہے۔ کیا یہی انگریزوں کے مفادات کا تحفظ ہے جو جماعت احمدیہ نے کیا ہے۔ سوچو اور غور کرو!!!

یہ عجیب خدائی نصرت ہے کہ جو سلوک بھی تم جماعت احمدیہ سے کرتے، اور جو گڑھا بھی تم اس کے راستے میں کھودتے ہو بالآخر اسی میں اوندھے منہ گرتے ہو!

اگر پاکستانی عوام اور حکام سمجھدار ہوں تو ان کے لئے ان کی موجودہ خوفناک حالت میں یقیناً سامان عبرت ہے۔ اور گہرائی سے نہیں بلکہ صرف سطحی نظر سے ہی اگر وہ دیکھیں تو فوراً سمجھ سکتے ہیں کہ آج ان کو جو سزا مل رہی ہے وہ یقیناً معصوم احمدیوں کو ستانے اور خدا کے ایک فرستادہ کے ساتھ شوخی و گستاخی کرنے کا انجام ہے۔ (منیر احمد خادم)

جہادی ملاؤں کی گرفتاری

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئی

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1900ء میں جہاد بالسیف کی حرمت کا فتویٰ دیا تھا۔ اور اس تعلق میں ایک نظم جہاد بالسیف کی ممانعت پر تحریر فرمائی تھی۔ اس نظم کے نیچے حاشیہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے ایک زبردست الہام اور کشف کا ذکر فرمایا ہے۔ الحمد للہ کہ آپ کا یہ کشف آج کے اس دور میں بعینہٖ پورا ہو کر آپ کی صداقت پر ایک عظیم الشان گواہ ہے۔ ذیل میں ہم مذکورہ نظم کے پہلے 12 اشعار اور حضور علیہ السلام کا کشف کتاب 'تحفہ گولڑویہ' مطبوعہ 1900ء سے پیش کرتے ہیں۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ♠ ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اُس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یَضَعُ الْحَرْب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھولکر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ — عیسیٰ مسیح کر دیگا جنگوں کا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلیں گے بچے سانپوں سے بیخوف و بے گزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

♠ (ایک زبردست الہام اور کشف) آج 2 جون 1900ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا اس کی آخری سطر میں لکھا تھا 'اقبال' میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی الہام ہوا ''قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے'' اس کے یہ معنی مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لئے باقی نہ رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔

اس کے بعد 3 جون 1900ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا ''کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے۔ جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے''۔ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہوگئی کہ انکے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا۔ اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دیگی۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

خطبہ جمعہ

رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت، تدریس قرآن کریم اور قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہئے

جس نے رمضان کا روزہ بغیر مجبوری اور جائز عذر کے چھوڑا بعد میں ساری عمر کے روزے بھی اس کی قضا نہیں بن سکتے

ماہ رمضان المبارک کی فضیلت، روزوں کی اہمیت اور ان سے متعلقہ مسائل کا قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے حوالہ سے تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۶/ نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۶/ نبوت ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشہد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ. فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ. فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌلَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں جو یہ اعلان کیا گیا ہے کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے ان پر بھی روزے فرض کئے گئے یہ صرف قرآن کریم کا اعلان ہے، اس کے علاوہ اور دنیا کی کسی کتاب میں یہ ذکر نہیں۔ روزے ہر قوم میں کوئی نہ کوئی، کسی نہ کسی رنگ کے روزے رکھے جاتے ہیں اور انہوں نے کبھی کسی دوسرے مذہب کی بات نہیں کی کہ فلاں مذہب میں بھی روزے ہیں۔ تو قرآن کریم کے عالمی ہونے کا ایک بہت بڑا ثبوت صرف اسی بات سے ملتا ہے کہ قرآن کریم نے ہر دوسرے مذہب کی بات چھیڑی ہے اور ہر مذہب کے لوگوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہاں روزوں کا کوئی نہ کوئی طریق جاری تھا۔ اب ہندوؤں کو بظاہر مشرک تو سمجھتے ہیں لیکن ان کا آغاز توحید سے ہی ہوا تھا۔ ان میں بھی روزوں کی ایک شکل ہے۔ بدھسٹ خدا کے منکر کہلاتے ہیں مگر ان میں بھی روزوں کی شکل ہے۔ کوئی ایک بھی مذہب دنیا میں ایسا نہیں جہاں روزے کی کوئی نہ کوئی صورت نہ پائی جاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس کلام مجید کی یہ ایک عظیم الشان خوبی ہے کہ یہ لازماً عالمی کتاب ہے ورنہ کسی دوسرے مذہب کی کتاب نے دوسرے مذاہب کے روزوں وغیرہ کا ذکر تک نہیں کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے۔ پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے، نہ شور شرابہ اور اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑے جھگڑے تو چاہئے کہ وہ کہے میں تو روزہ دار ہوں۔ میں لڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں"۔

آپؐ فرماتے ہیں: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں (مقدر) ہیں جن سے وہ فرحت محسوس کرتا ہے اول جب وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کے باعث خوش ہوگا"۔

(صحیح البخاری کتاب الصوم باب هل يقول انی صائم اذا شتم).

یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو حقیقت میں تو کوئی خوشبو ایسی نہیں آتی۔ ہر خوشبو آتی ہے لیکن یہ جو فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو کستوری سے زیادہ خوشبودار لگتی ہے اس سے مسلمان روزہ داروں کا دل بڑھانے والی بات ہے۔ ان کے منہ میں بو آتی ہو گی، خود بھی گھبراہٹ ہوتی ہو گی تو ان کو خوش کرنے کے لئے، ان کا دل رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کو تو تمہاری یہ بو بھی پسند ہے اس سے مومنوں کا حوصلہ بڑھتا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ایک ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک حصن حصین ہے۔

(مسند احمد . باقي مسند المستكثرين)

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں"۔ اب یہ بھی ایک تمثیل ہے ورنہ حقیقت میں جنت میں تو کوئی دروازے نہیں ہیں لیکن تمثیل کے طور پر لوگوں کو سمجھایا گیا ہے کہ جنت میں ایک راہ ایسی ہے جو صرف روزہ داروں کے لئے مخصوص ہے اور اللہ تعالیٰ روزہ داروں کو ہی اس راہ سے جنت میں داخل کرے گا۔ "قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہوں گے اور ان کے سوا کوئی اس میں داخل نہ ہو سکے گا۔ پوچھا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں تو وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کے سوا کوئی اس میں سے داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس سے جنت میں داخل نہ ہو سکے گا"۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین)

اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ باقی روزہ دار جو دوسرے مذاہب کے ہیں ان کا کیا حال ہو گا۔ ان کے لئے قرآن کریم میں شرط یہی ہے کہ اگر وہ یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور حساب کتاب کا ان کو یقین ہے تو ان کے لئے رستہ کھلا ہے جنت کا۔ تو مجھے یقین ہے کہ ان کے روزے بھی خدا کے ہاں مقبول ٹھہریں گے۔

حضرت ابو عمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپؐ نے فرمایا تیرے لئے روزہ ہے۔ پس روزہ کا بدل نہیں۔ یہ فرمایا کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "ہر چیز میں زکوۃ ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے"۔ (ابن ماجه)

اب اس میں بہت بڑی حکمت کی بات بیان فرمائی گئی ہے کہ ہر چیز میں جو زکوۃ دی جاتی ہے تو جسم کی بھی تو ایک زکوۃ ہونی چاہئے۔ وہ خدا کی خاطر انسان ان چیزوں سے رکے جن سے وہ روکتا ہے اور وہ چیزیں استعمال کرے جن کی وہ اجازت دیتا ہے تو ایسی صورت میں گویا جسم کی طرف سے زکوۃ مل رہی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں کہ ان کو روزوں سے صرف پیاس ملتی ہے اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے ہیں کہ ان کو قیام سے صرف بیداری ملتی ہے۔ (سنن الدارمی، کتاب الرقاق)۔ اور جو اصل مقصد ہے روزہ کا اور قیام کا وہ پورا نہیں کرتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔ (بخاری كتاب الصوم)

اب دیکھ لیں آج کل مسلمان علماء کا کیا حال ہے۔ اتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ شاید ہی کوئی ان

کامقابلہ جھوٹ میں کر سکے بلکہ یقیناً نہیں کر سکتا۔اوراس کے باوجود روزہ دار بھی ہیں تو حیرت انگیز ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تو نصیحت فرمائی تھی کہ اگر تم جھوٹ بولو گے تو پھر روزہ کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:"رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآن شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ تمہارے لئے اِس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ایک روزہ دار خدا کے لئے ان تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور ان کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے، صرف اس لئے کہ اس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے، پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے۔"

(الحکم۔ ۲۴/ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲)

اب یہ امر واقعہ ہے کہ لوگ جیسا بھی ہو رمضان ایک کڑوے گھونٹ کی طرح پورا کر لیتے ہیں اور پھر دوبارہ انہی برائیوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں جن سے رکنے کی رمضان نے تربیت دی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مزید لکھتے ہیں:"سب کے بعد تقویٰ کی وہ راہ ہے جس کا نام روزہ ہے جس میں انسان شخصی اور نوعی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک وقتِ معیّن تک چھوڑتا ہے۔اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔ روزہ کی غرض اور غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے،اِسی لئے فرمایا: لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔(الحکم. ۲۴/ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ایک اور تحریر ہے:

"﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾:وہ ایک مسکین کا کھانا بطور صدقہ دیں۔یہ صدقۃ الفطر کی طرف اشارہ ہے۔چنانچہ تعامل سے ثابت ہے کہ ہر روزہ دار نماز عید سے پہلے ایک مسکین کا کھانا صدقہ دیتا ہے اور میرا اپنا طرز پسندیدہ جو آثارِ سلف کے مطابق ہے،یہ ہے کہ خود روزہ رکھا اور اپنی روٹی کسی غریب کو کھلادی۔"

یہ تو ہر ایک کے لئے ممکن نہیں مگر رمضان میں عید سے پہلے صدقہ فطر دینے کا رواج ہے اور یہ ضروری ہے۔پس جتنے بھی اس دفعہ بھی رمضان سے پہلے امام صاحب اعلان کر دیں گے کہ کتنا فطرانہ مقرر ہے وہ اس فطرانہ کے مطابق ہر شخص کے لئے فرض ہے کہ وہ رمضان ختم ہونے سے پہلے وہ ادا کر دے تاکہ پھر وہ غرباء کی طرف چلایا جاسکے۔

پھر فرماتے ہیں:"اور جو لوگ طاقت نہیں رکھتے وہ فدیہ دیں"۔﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ میں یہ عربی قاعدہ کے مطابق یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے کہ ﴿الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ جو اس کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں اور یہ بھی عربی سے ثابت ہے کہ يُطِيْقُوْنَ نفی کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔پس جن لوگوں پر روزہ فرض ہے اور وہ مستقل طاقت نہیں رکھتے ان کا بھی ذکر آگیا ہے کہ ان کو بھی فدیہ ضرور دے دینا چاہئے وہ ان کے روزہ کا بدل ہو جائے گا۔

اب ایک بات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی تحریر سے ملتی ہے کہ ایام بیض کو روزہ نہیں رکھ سکتے تو اس روز مسکین کو کھانا کھلادیں۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۸/اپریل ۱۹۰۹ء)

اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آل وسلم کا دستور تھا کہ چاند کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھا کرتے تھے تو ان کو ایام بیض کہتے ہیں یعنی روشن وقت جو ہیں چاند کے۔ تو جن لوگوں کو یہ توفیق نہیں ہے کہ اس قدر محنت سے وہ باقاعدہ روزے رکھ سکیں ان کو چاہئے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں ہی جود و سخا سے بہت کام لیں۔ آنحضرت ﷺ کا یہ طریق تھا، رمضان کے مہینہ میں اتنا صدقہ کرتے تھے کہ جس طرح آندھی میں اور تیزی آگئی ہو اور بے شمار صدقہ اور خیرات فرمایا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی ایک اور تحریر ہے "رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت، تدریس قرآن، قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہئے"۔اب ہمارے ہاں بھی تدریس قرآن ہوتی ہے اور ہر ہفتہ اور اتوار کو میری بھی باری ہوا کرے گی اور باقی اوقات میں دوسرے علماء دیا کریں گے تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

فرماتے ہیں:" مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔یہ جو کہا جاتا ہے کہ رمضان سے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ شرط رکھی ہے اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا کہ ایمان لاتا ہے حقیقت میں رمضان پر اور پھر احتساب کی خاطر روزے رکھتا ہو کہ میں اپنے نفس کا احتساب کر سکوں۔اس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ افسوس ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رمضان میں خرچ بڑھ جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ روزہ کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔سحری کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ دوپہر تک بدہضمی کے ڈکار ہی آتے رہتے ہیں اور مشکل سے کھانا ہضم ہونے کے قریب پہنچا تو افطار کے وقت عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر وہ اندھیر مار اور ایسی شکم پری کرتے ہیں کہ وحشیوں کی طرح نیند پر نیند اور سستی پر سستی آنے لگی۔اتنا خیال نہیں کرتے کہ روزہ تو نفس کے لئے ایک مجاہدہ تھا نہ یہ کہ آگے سے بھی بڑھ چڑھ کر خرچ کیا جائے اور خوب پیٹ پُر کر کے کھایا جائے۔یاد رکھو اسی مہینہ میں یہ قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا اور قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے اسی کی ہدایت کے مطابق عملدرآمد کرنا چاہئے۔روزہ سے فارغ البالی پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کے کاموں میں سکھ کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں۔آرام تو یا مر کر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے اس لئے روزہ سے بھی سکھ حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان قرب حاصل کر سکتا ہے"۔

یہاں ضمناً یہ نصیحت کر دوں کہ یہاں رواج ہے کہ بعض لوگ ثواب کی خاطر جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے روزہ دار کا روزہ کھلوانا ثواب ہوتا ہے یہاں دعوت وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں مگر بہت ضروری ہے یہ احتیاط کہ اس کو سادہ رکھا کریں، بہت پر تکلف دعوتیں کرنا نہ آنحضرت ﷺ کا مقصد ہے، نہ مالی لحاظ سے اتنا بوجھ برداشت کرنا جائز ہے۔افطاری کرائیں، سادہ رکھیں تاکہ روزہ داروں کو افطاری کروانے کا ثواب تو مل جائے مگر ان کو پُر شکم بنانے کا گناہ نہ ملے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ یہ بھی نکتہ بیان کرتے ہیں کہ جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ان کو رمضان ہی میں روزوں کی طاقت عطا کر دیتا ہے۔روزوں سے طاقت نصیب ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:"یہ مُبارَک بھی دن ہیں اور مُبارِک بھی دن ہیں یعنی برکتیں دینے والے اور متبرک دن۔یعنی وہ دن جن کو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ملی ہے اور وہ دن جو آگے لوگوں کو برکت دیتے ہیں۔انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے ﴿وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے"۔(البدر جلد ۱، نمبر ۷، بتاریخ ۱۲/ دسمبر ۱۹۰۲ء)

اب ﴿وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ایک طرف تو كُتِبَ فرمایا ہے تو پھر یہ خَيْرٌ لَّكُمْ سے کیا مراد ہے؟۔تو اس سے مراد غالباً نفلی روزہ ہے کہ اگر تم نفلی روزے بھی بجالایا کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے یا تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔

اب روزوں کے مسائل کے متعلق کچھ احادیث ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"سحری کھایا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے"۔(بخاری کتاب الصوم) ۔ تو یہ ہمارے ہاں رواج ہے کہ بچوں کو بھی صبح سحری کے وقت اٹھاتے ہیں اور شامل کر لیتے ہیں اس سے ان کو عادت پڑ جاتی ہے صبح اٹھنے کی اور سحری میں اس پہلو سے بہت برکت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا"جس وقت تم میں سے کوئی ایک اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے"۔(سنن ابی داؤد کتاب الصوم)

مراد یہ ہے کہ اذان کے وقت اگر انسان کھانا کھا رہا ہے تو اس خیال سے کہ نماز میں نہ پہنچے تو یہ شرک ہو جائے گا یہ درست نہیں ہے۔جس کو بھوک لگی ہو گی وہ اگر اپنی بھوک پوری نہیں کرے گا تو نماز میں بھی پھر بھوک ہی اس کو ستائے گی۔اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو کھانا شروع کر چکا ہو وہ جاری رکھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ بھی سنت تھی کہ جب کھانا کھا رہے ہوتے تھے اور اذان ہو جاتی تھی تو بعض دفعہ آپ وہ چیز ہاتھ میں پکڑ کر چلتے ہوئے بھی کھانا کھا لیتے تھے۔اس سے یہ استنباط ہم کرتے ہیں کہ یہ بالکل درست ہے کہ کھانا کھڑا ہو کر کھانا بھی جائز ہے۔بعض علماء اس میں شدت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہرگز کھڑے ہو کر کھانا نہیں کھانا چاہئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہی شریعت جاری کی ہے اس لئے آپ کی سنت بہرحال ہمیں پابند کرتی ہے کہ اگر کھڑے ہو کر بھی کھانا کھانا پڑے تو کوئی حرج نہیں اس لئے ہماری دعوتوں وغیرہ میں یہ رواج ہے کہ بہت سے لوگ جن

کے لئے کرسیاں وغیرہ نہ رکھی جاسکیں ان کے لئے کھڑے ہو کر کھانا کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے"۔

اب بھول کر جو کھایا جاتا ہے اس کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا"جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھاپی لے وہ اپنے روزہ کو پورا کرے اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔(بخاری کتاب الصوم)

یعنی بھول کر جو روزہ توڑتے تو نہیں مگر بھول کر روزہ میں کھانا کھالیتے ہیں یہ ان کی اللہ کی طرف سے دعوت ہے۔ تو یہ سمجھ کر کہ میرے کھانے سے روزہ ٹوٹ گیا روزہ چھوڑنا نہیں چاہئے اس کو مکمل کرے کیونکہ خدا کے نزدیک وہ روزہ مکمل ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کھاتے ہوئے اگر کوئی دیکھ لے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تو ایک دفعہ ایک بچی روزہ میں چھپ کر کھانا کھا رہی تھی تو کسی بھائی نے اس کو دیکھ لیا، تو اس نے کہا او ہو! تم نے تو میرا روزہ توڑ دیا دیکھ کر حالانکہ دیکھنا تو خدا ہے روزہ توڑنے والا جو ہے وہ جان کے نہ توڑے، بھول کر کھالے تو ہرگز گناہ نہیں ہے۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

"لوگ اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے"۔(بخاری کتاب الصوم)

اب یہ بھی ایک خاص نصیحت ہے۔ عام طور پر شیعوں میں یہ رواج ہے کہ بہت دیر میں افطار کرتے ہیں اور اس کو نیکی سمجھتے ہیں مگر جب اللہ کی طرف سے اجازت مل جائے اور افطار کا وقت شروع ہو جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس میں جلدی کیا کرتے تھے، ذرا بھی دیر نہیں کرتے تھے۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشنودی تھی کہ جب خدا کی طرف سے رخصت مل گئی تو خوشی سے فوری طور پر اس کو قبول کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک ہدیہ ہے تو اس لئے شیعوں کی طرح رمضان میں افطاری کے وقت دیر کرنا جائز نہیں ہے۔ جب افطاری کا وقت ہو جائے اس وقت روزہ کھول لینا چاہئے۔ لیکن بعض دفعہ بادل آئے ہوئے ہوتے ہیں اور غلطی سے پتہ نہیں لگتا اور بعد میں سورج نکل آتا ہے تو اس کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ حقیقت میں ان کا روزہ ٹوٹتا نہیں ہے۔ انہوں نے خدا کے رسول کی اس ہدایت کے تابع جلدی کی جس کا میں نے ذکر کیا ہے اسلئے ہرگز ان کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جب سورج نکل آئے تو اس وقت ہاتھ روک لیں اور جب افطاری کا وقت ہو جائے تو پھر دوبارہ کھانا شروع کر دیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنے والے میرے بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:"رسول کریم ﷺ ایک سفر پر تھے۔ آپؐ نے لوگوں کا جوم دیکھا اور دیکھا کہ اُس میں ایک آدمی پر سایہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے"۔

(بخاری کتاب الصوم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تعامل یہی تھا کہ بعض دفعہ لوگ سفر کر کے قادیان پہنچتے تھے اور اذان ہونے میں چند منٹ رہتے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کی خاطر ان کو کچھ پیش کر دیا کرتے تھے تو وہ عرض کرتے تھے کہ ہم روزہ دار ہیں۔ آپ نے فرمایا سفر میں تو روزہ کا حکم نہیں ہے۔ اگر چند منٹ بھی رہتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ اب روزہ توڑ دو یہ تمہارا روزہ ہے ہی نہیں۔ جو روزہ خدا کے منشاء کے خلاف ہے وہ کیسے روزہ ہو گیا۔ تو سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔

اب ایک ہی مسئلہ بن جاتا ہے کہ چھوٹا سفر یا لمبا سفر، ہوائی جہاز کا سفر، یہ سب سفر ہی ہیں۔ جب انسان سفر کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے تو سفر کی صعوبتیں ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہیں۔ جہاز میں بھی جب چلتا ہے تو سفر شروع ہو جاتا ہے۔ تو یہ غلط فہمی ہے کہ گویا خدا تعالیٰ کو علم نہیں تھا کہ اگلے زمانے میں جہاز جو ہیں تیز چلا کریں گے اور اس میں چند گھنٹے کے اندر معاملہ ختم ہو جائے گا اس لئے روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا۔ قرآن کریم میں تو پیشگوئیاں ہیں پوری وضاحت کے ساتھ کہ جب آسمان پر اس طرح رستے بنیں گے اور آسمان ذات الحُبُک ہو جائے گا۔ اور اس میں تیزی کے ساتھ جہاز سفر کر رہے ہونگے تو اللہ تعالیٰ کو نہ صرف علم ہے بلکہ اس کی پیش خبری قرآن کریم میں موجود ہے۔ پس یہ الزام ہے آنحضرت ﷺ پر گویا آپؐ نے بے خبری میں یہ ہدایت کی تھی۔ سفر چھوٹا ہو یا بڑا ہو رواج یہ تھا صحابہ کا کہ جب سفر کے لئے نکلتے تھے تو شہر کی حدود سے باہر نکلتے ہی ان کا سفر شروع ہو جاتا تھا اور جب شہر کی حدود میں واپس آکر داخل ہونے والے ہوتے تھے تو وہاں کچھ ٹھہر کر سستا کر، اپنا روزہ، کوئی روزہ تو خیر نہیں رکھتے تھے، مگر کچھ کھا پی لیتے تھے تا کہ اب پھر تسلی سے شہر میں جا کر پھر روزے رکھیں گے۔

ایک روزہ دار کی عادت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مطابق یہ ہے کہ روزہ دار کی بہترین عادت میں مسواک کرنا ہے۔ پس مسواک کرنا صبح وشام اور یا آج کل کے طریق پر برش سے اور کسی پیسٹ سے دانت صاف کرنا یہ سنت ہے، سنت رسول ہے، اس پر عمل کرنا چاہئے۔

اسی طرح خوشبو لگانا۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تیل اور خوشبو کا استعمال کرنا روزہ دار کے لئے بطور تحفہ ہے۔

اب سوالات بھی لوگ عجیب عجیب کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ روزہ داروں کو آئینہ دیکھنا جائز ہے کہ نہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ آئینہ دیکھنے میں کیا گیا ہو گا۔ فرمایا:"جائز ہے"۔

اب اسی طرح کا ایک اور سوال پیش ہوا کہ حالت روزہ میں سر کو یا داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟۔ فرمایا:"جائز ہے"۔ اب آج کل تو داڑھی کو تیل لگانے کا رواج نہیں مگر پرانے زمانے میں لوگ لگایا کرتے تھے۔

سوال ہوا کہ روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے کہ نہیں؟۔ فرمایا:"جائز ہے"۔

سوال ہوا کہ روزہ دار آنکھوں میں سرمہ ڈالے یا نہ ڈالے؟۔ فرمایا:"مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے"۔

اب سوالات بھی دیکھیں کیسے حیرت انگیز ہیں اور سرمے کے شوقین ان کو یہ نہیں پتہ لگتا کہ سرمہ لگانے والے مردوں کی آنکھوں کو آنکھیں اچھی نہیں لگتیں مگر پرانے زمانے میں یہ رواج تھا کہ آنکھوں کو خوب سرمے سے تیز کیا جاتا تھا۔

اب سورۃ البقرہ کی ۱۸۶ آیت۔ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ. وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ.﴾ اس کا ترجمہ ہے: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا"۔ اور اس کا ترجمہ یہ اور وہ بھی درست ہے ﴿اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ کہ رمضان کے بارہ میں قرآن اتارا گیا ہے۔ رمضان کے مہینے میں بھی اتارا گیا ہے اور اس میں رمضان کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔"کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا"۔

اب مہینے کو دیکھنے سے مراد ہے رمضان کا چاند دیکھ لے۔ اب کل سے انشاء اللہ رمضان شروع ہو گا۔ آج کل کے زمانے میں تو ایسے حساب نکل آئے ہیں کہ چاند کے متعلق پہلے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ کب نکلے گا۔ آج رات تو انشاء اللہ رمضان کا چاند نکل آئے گا۔ تو اگر سفر پر ہو یا مریض ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہو گا۔

اب یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسائش ہے کہ دوسرے ایام میں ضروری نہیں کہ اگر مجبوراً گرمیوں کے روزے چھوٹے ہیں تو آئندہ گرمیوں میں ہی روزے رکھے۔ نسبتاً ٹھنڈے اور آرام دہ دنوں میں بھی رکھ سکتا ہے۔ لیکن بہانہ جوئی نہ ہو بلکہ حقیقت میں کسی مجبوری سے اس کے روزے چھوٹے ہوں۔ چنانچہ اس جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم سہولت سے گنتی پوری کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو"۔

ایک سنن نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"رمضان تمہارے پاس آیا ہے وہ برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو تم پر فرض کیا ہے۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں"۔

اب یہ مسئلہ بھی غور طلب ہے کہ جو رمضان کے مہینے میں ہر قسم کی بدیاں ہو رہی ہیں وہاں تو شیطان نہیں جکڑے جاتے۔ یہ تو صرف مومنوں کے لئے ہے۔ مومنوں کے دلوں کے شیطان جکڑے جاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ لغزش کرنے سے بھی خوف کھاتے ہیں۔ پس شیاطین، دنیا کے شیاطین تو کھلے پھرتے ہیں ان کو نہیں جکڑا جاتا۔

حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان کی رات کی جو بھلائی ہے جو اس سے محروم کر دیا گیا وہ ہر بھلائی سے محروم کر دیا گیا"۔ (سنن النسائی، کتاب الصیام)

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالتِ ایمان میں ثواب کی نیت سے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے۔ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اُس روز تھا جب اس کی ماں نے اُسے جنم دیا۔

(سنن النسائی کتاب الصوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا یہ مہینہ تمہارے لئے سایہ فگن ہوا ہے۔ مومنوں کے لئے اس سے بہتر مہینہ کوئی نہیں گزرا اور منافقوں کے لئے اس سے برا مہینہ اور کوئی نہیں گزرا۔ (مسند احمد باقی المستکثرین)

تو مومنوں کے لئے رمضان کا سایہ فگن ہونا بظاہر تو تپش سے انسان کا بہت برا حال ہوتا ہے۔ تو رمضان کا ان پر رحمت کا سایہ ہوتا ہے اور منافقوں کے لئے بڑی مصیبت ہے، بڑی مشکل سے دن کاٹتے ہیں کہ رمضان گزرے تو ہمیں بھی کھلی چھٹی ملے جو چاہیں کریں۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اُس شخص کی ناک مٹی میں ملے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا مگر اُس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ اُس شخص کی ناک بھی مٹی میں ملے جس کے پاس رمضان آیا اور گزر گیا قبل اس کے کہ اُس کے گناہ بخشے جائیں۔ اُس شخص کی ناک مٹی میں ملے جس کے پاس اُس کے والدین بڑھاپے کو پہنچے اور اُسے جنت میں داخل نہ کروا سکے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند باقی المکثرین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک سنن الدارمی میں روایت ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر کسی نے رمضان کے روزوں میں سے ایک روزہ بھی بغیر کسی جائز مجبوری یا بیماری کے چھوڑا تو خواہ وہ شخص عمر بھر روزے رکھتا رہے اس کا عمر بھر روزے رکھنا بھی اس کا کفارہ ادا نہیں کر سکتا۔ (سنن الدارمی کتاب الصیام)

پس بیماری کے بغیر عمداً روزہ چھوڑنا۔ آج کل خیال کیا جاتا ہے کہ روزے اگر چھوٹ جائیں خواہ مہینوں چھوٹے رہیں تو ان کی قضائے عمری ہو سکتی ہے اور روزے مسلسل رکھے جا سکتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ جو روزہ عمداً چھوڑا جائے وہ گیا، اس کا تو علاج صرف یہ ہے کہ استغفار کرے اور آئندہ عمداً روزہ نہ ترک کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک حوالہ ہے: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ: قرآن شریف کا طرز ہے کہ پہلے عام فضائل سکھاتا ہے، پھر خاص فضیلت کی بات۔ اسی طرح پہلے عام رذائل سے ہٹاتا ہے پھر اَرذل الرذائل شرک سے۔ پہلے عام بات کا حکم ہوتا ہے پھر خاص کا۔ مثلاً پہلے عمرہ وغیرہ کا ذکر ہے پھر حج کا۔ پہلے صدقات کی ترغیب ہے پھر زکوٰۃ کی۔ اسی طرح پہلے یہاں عام طور پر نفلی و فرضی روزوں کا حکم دیا ہے پھر رمضان کے روزوں کا حکم دیتا ہے۔ پہلے شہر رمضان کی فضیلت بیان کی ہے کہ اس میں قرآن شریف نازل ہوا۔ چونکہ قرآن کا اطلاق جزو سورہ پر بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام قرآن ماہ رمضان میں نازل ہوا ہے بلکہ صرف ایک جزو سورۃ کا نزول بھی کافی ہے۔ میں نے جو تحقیق کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریمؐ جن دنوں غار حرا میں عبادت فرمایا کرتے تھے، وہ دن رمضان کے تھے اور وہیں پہلی سورۃ کا جزو نازل ہوا۔"

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۸/اپریل ۱۹۰۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"الفرقان: قرآن سے مجھے اس کے یہ معنے معلوم ہوئے کہ فرقان نام ہے اُس فتح کا جس کے بعد دشمن کی کمر ٹوٹ جائے اور یہ بدر کا دن تھا۔ غزوۂ بدر بھی ماہِ رمضان میں ہوا ہے۔ غرض رمضان المبارک کیا بلحاظ فتوحات دنیاوی اور کیا باعتبار ابتداء نزولِ قرآنی یا تاکید قرآنی ہر طرح قابل حرمت ہے۔" (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۸/اپریل ۱۹۰۹ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہِ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے۔ جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کیلئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا"۔ (ملفوظات جلد چہارم، صفحہ ۲۵۸،۲۵۹)

یہ آخری اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے:

"اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لیے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالتِ سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، نہ اپنی مرضی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا، فرمانبرداری میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم واضح طور پر فرمایا کرتے تھے کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے۔ تمہارا اگر یہ خیال ہے کہ نیکیوں میں بڑھ کر تم خدا تعالیٰ کو تھکا دو گے تو خدا تعالیٰ تو کبھی تھک نہیں سکتا۔ تم خود تھک ہار کر رہ جاؤ گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رضاجوئی کی خاطر جتنی آسانیاں وہ دیتا ہے وہ خوشی سے قبول کرو اور بہتر ہے کہ اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا کرو۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ۔ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور مَیں نے روزہ نہیں رکھا"۔

(الحکم جلد ۱۱۔ نمبر ۴۔ بتاریخ ۳۱/جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا تکلف ہر کام کرتے تھے۔ ایک ذرہ بھی اس میں کسی قسم کا دکھاوا نہیں تھا۔ ایک دفعہ جوانی کی عمر میں تو آپ نے چھ مہینے تک مسلسل روزے بھی رکھے ہوئے ہیں۔ اور جب روزہ نہیں ہوتا تھا تو مجلس میں اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ رمضان کا مہینہ ہے اگر کچھ منہ خشک ہو، کچھ پینے کی ضرورت پڑے تو اس موقع پر ایک دفعہ ایک بہت بڑا فتنہ برپا ہو گیا۔ مولویوں نے شور مچا دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہ روزوں کے قائل نہیں ہیں حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور افتراء تھا۔ آپ کی طبیعت میں تکلف کوئی نہیں تھا۔ بے ریا طبیعت تھی اور اس کے مطابق آپ نے خود تو نہیں مانگا مگر کسی نے منہ خشک ہوتے دیکھ کر پیالی آگے کر دی۔ اس وقت یہ سوچا کہ اگر مَیں نے اب یہ روک دیا تو یہ دکھاوا ہو جائے گا کہ دیکھو مَیں روزہ دار ہوں تو اس کو قبول کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ دکھاوے کو پسند نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ رمضان کے چند دن جو کل سے شروع ہونے والے ہیں ان میں ہر قسم کے ریا سے پاک رہتے ہوئے ہم اپنا رمضان گزاریں۔ چند دن ہیں اس میں کوئی شک نہیں اور جب ایک دفعہ شروع ہوتا ہے پھر ایک لٹو کی طرح چل پڑتا ہے۔ اور ابھی دیکھتے دیکھتے یہ ختم ہو جائے گا۔ تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں سچے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرارداد تعزیت بروفات محترم غلام محمد صاحب ڈار ناصر آباد (کشمیر)

افسوس مکرم غلام محمد صاحب ڈار آف ناصر آباد (کشمیر) مورخہ ۱۷/نومبر ۲۰۰۱ء کو وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ڈار صاحب سادہ طبیعت صوم وصلوٰۃ کے پابند جماعتی کاموں میں پیش پیش اور بہت ہی باغیرت حوصلہ مند خوش مزاج انسان تھے پیشے کے لحاظ سے دوکاندار تھے دوکان پر بیٹھنے والوں کو اکثر بزرگانِ سلسلہ کے ایمان افروز واقعات سنایا کرتے تھے اور دوکانداری کے ساتھ ساتھ ہاتھ میں رسید بک پکڑ کر خدمت جماعت کا حق بھی ادا کرتے رہتے تھے۔

مرحوم نے جوانی سے بڑھاپے تک بلکہ تا وقت مرگ جماعت کی بہترین خدمات انجام دی ہیں قائد مجلس پھر سیکرٹری امور عامہ۔ امین۔ سیکرٹری مال کے عہدہ پر فائز رہے۔ مرتے دم تک مختلف عہدوں پر فائز رہ کر زائد از پچاس سال جماعت احمدیہ ناصر آباد کی بہترین خدمات انجام دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اولاد کو بھی اپنے والد مرحوم کی طرح ہمیشہ خدمت دین کی سعادت سے سرفراز فرماتا رہے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ ہم ممبران مجلس عاملہ ناصر آباد مرحوم کے پسماندگان و لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ آمین۔ (ممبران مجلس عاملہ ناصر آباد کشمیر)

بقیہ:درس القرآن از صفحہ اول

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ توان آیات کی سچی تفسیریں ہیں اور جو متفرق دوسرے مفسرین کی تفسیریں ہیں ان کو مَیں نے چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ رطب ویابس سے بھری ہوئی ہیں یہاں تک کہا گیا ہے کہ بلعم باعور صاحب الہام و کشف تھا۔ اس کی نگاہ دور تک جس پر پڑتی تھی اسے ہلاک کر دیا کرتا تھا۔ یہ فرضی قصے ہیں۔ مفسرین نے جو نقشہ کھینچا ہوا ہے وہ ایسے ہے جیسے کوئی باپ بچے کو اٹھائے اور وہ ایڑیاں مار مار کر زمین کی طرف جھک جائے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ لوگوں کے وساوس ہیں۔ سچی بات وہی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمائی ہے۔

آیت ۱۷۸: ﴿سَآءَ مَثَلَا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ﴾ بہت بری مثال ہے اس قوم کی جس نے ہمارے نشانات کو جھٹلایا اور وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں کسی تفسیری نوٹ کی ضرورت نہیں۔ بالکل واضح بات ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کے نشانات کو جھٹلایا وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔

آیت ۱۷۹: ﴿مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِىْ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾۔ جسے اللہ ہدایت دے تو وہی ہے جو ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جسے وہ گمراہ ٹھہرا دے تو یہی ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار فرمایا ہے کہ "جسے اللہ ہدایت دے" کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہدایت دینے یا گمراہ کرنے میں جبر کرتا ہے۔

آیت ۱۸۰: ﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ....الخ﴾۔ اور یقیناً ہم نے جہنم کے لئے جن و اِنس میں سے ایک بڑی تعداد کو پیدا کیا۔ ان کے دل ایسے ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں ایسی ہیں کہ جن سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے کان ایسے ہیں کہ جن سے وہ سنتے نہیں۔ یہ لوگ تو چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ یہ (ان سے بھی) زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ یہی ہیں جو غافل لوگ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے ﴿ذَرَاْنَا﴾ کی حل لغت میں فرمایا کہ اَلذَّرْءُ کے معنی ہیں اللہ نے جس چیز کا ارادہ کیا اسے ظاہر کر دیا...... اَلذُّرْءَ ةُ بڑھاپے اور نمک کی سفیدی...... جس کے بال سفید ہو جائیں اسے رَجُلٌ اَذْرَءُ کہا جاتا ہے۔ (مفردات امام راغب)

علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں: ﴿بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس کے کئی اور پہلو ہیں۔ پس کہا گیا ہے کہ چونکہ چوپائے اللہ تعالیٰ کے مطیع ہوتے ہیں اور کافر غیر مطیع ہوتا ہے۔ مقاتل نے کہا ہے کہ وہ چوپایوں سے بھی زیادہ راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ کیونکہ چوپائے اپنے مالک کو پہچانتے ہیں اور اس کو یاد رکھتے ہیں اور وہ کفار نہ اپنے ربّ کو پہچانتے ہیں نہ اسے یاد رکھتے ہیں۔

زجاج کا قول ہے کہ ﴿بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ چونکہ چوپائے اپنے منافع و نقصانات کو مدنظر رکھتے ہیں اور حصول منافع کے لئے کوشش کرتے ہیں اور نقصانات سے بچتے ہیں جبکہ ان کفار اور مخالفین میں سے اکثریت جانتی ہے کہ وہ معاندین ہیں اور اس کے باوجود وہ اس عداوت پر مصر ہیں۔ اور اپنے نفوس کو آگ اور عذاب میں ڈالنے پر کمربستہ ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوپائے ہمیشہ اپنے مالکوں اور جو ان کے مصالح کے ذمہ دار ہیں ان کی طرف دوڑتے ہیں جبکہ کافر اپنے ربّ اور معبود سے پرے بھاگتا ہے جس نے اس کو بیحد و حساب نعمتوں سے نوازا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوپائے اس وقت راستہ بھولتے ہیں جبکہ ان کو چلانے والا ساتھ نہ ہو اور اگر انہیں چلانے والا ان کے ہمراہ ہو تو بہت کم گمراہ ہوتے ہیں۔ اور ان کفار کے پاس انبیاء کرام آئے اور ان پر کتب نازل ہوئیں لیکن وہ گمراہی و ضلالت میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت کا اختتام ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾ پر فرمایا، عطاء کہتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیا کے لئے ثواب تیار کیا ہے ایسے ہی اپنے دشمنوں کے لئے سزا رکھی ہے"۔ (تفسیر کبیر رازی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اب سمجھنا چاہئے کہ جہنم کیا چیز ہے؟ ایک جہنم تو وہ ہے جس کا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے اور دوسرے یہ زندگی بھی اگر خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو تو جہنم ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے انسان کا تکلیف سے بچانے اور آرام دینے کے لئے متولی نہیں ہوتا۔ یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہر دولت یا حکومت یا مال و عزت اولاد کی کثرت کسی شخص کے لئے کوئی راحت یا اطمینان اور سکینت کا موجب ہو جاتی ہے اور وہ دم نقد بہشت میں ہوتا ہے، ہرگز نہیں۔ وہ اطمینان اور وہ تسلی اور وہ تسکین جو بہشت کے انعامات میں سے ہے ان باتوں سے نہیں ملتی۔ وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے جس کے لئے انبیاء علیہم السلام خصوصاً ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وصیت تھی کہ ﴿لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۳۵) لذات دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں استقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بے جا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اسی جہنم کی آگ کے ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اس کو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطان و پیچان رکھتی ہے۔ اس لئے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے۔ مال اور اولاد اسی لئے تو فتنہ کہلاتی ہے ان سے بھی انسان کے لئے ایک دوزخ تیار ہوتا ہے اور جب وہ ان سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے اور اس طرح پر یہ بات کہ ﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِىْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ﴾ (الھمزۃ:۷،۸) منقولی رنگ میں نہیں رہتا بلکہ معقولی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پس یہ آگ جو انسانی دل کو جلا کر کباب کر دیتی ہے اور ایک جلے ہوئے کوئلے سے بھی سیاہ اور تاریک بنا دیتی ہے یہ وہی غیر اللہ کی محبت ہے۔

دو چیزوں کے باہم ملنے اور رگڑ سے ایک حرارت پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر انسان کی محبت اور دنیا کی چیزوں کی محبت کی رگڑ سے الٰہی محبت جل جاتی ہے اور دل تاریک ہو کر خدا سے دور ہو جاتا اور ہر قسم کی بیقراری کا شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن جبکہ دنیا کی چیزوں سے جو تعلق ہو وہ خدا میں ہو کر ایک تعلق ہو اور ان کی محبت خدا کی محبت میں ہو کر ہو اس وقت باہمی رگڑ سے غیر اللہ کی محبت جل جاتی ہے اور اس کی جگہ ایک روشنی اور نور بھی دیا جاتا ہے۔ پھر خدا کی رضا اس کی رضا اور اس کی رضا خدا کی رضا کا منشاء ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں پہنچ کر خدا کی محبت اس کے لئے بمنزلہ جان ہوتی ہے اور جس طرح زندگی کے واسطے لوازم زندگی ہیں اس کی زندگی کے واسطے خدا اور صرف خدا ہی کی ضرورت ہوتی ہے"۔ (الحکم جلد ۴ نمبر ۳۳ بتاریخ ۱۶/ستمبر ۱۹۰۰ء)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کل تو پاکستان میں بہت سے لوگ دولت مند بن گئے ہیں۔ ایک وقت تھا جب چند لوگ بڑے دولتمند ہوا کرتے تھے۔ ایک دولتمند سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کے تو بڑے مزے ہوں گے۔ تو اس نے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ اندر جھانک کر دیکھو تو جہنم ہی جہنم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا کی دولتوں سے تسکین نہیں ملتی ہے۔ حقیقی تسکین تو اللہ کی محبت سے ملتی ہے۔ اگر وہ نصیب ہو جائے تو جنت ہی جنت ہے ورنہ اس دنیا میں جہنم تو ہے ہی، آخرت کی جہنم اس کے علاوہ ہے۔

آیت ۱۸۱: ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِىْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾۔ اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارہ میں کج روی سے کام لیتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی انہیں ضرور جزا دی جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿يُلْحِدُوْنَ﴾ کی حل لغات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اَللَّحْدُ اس گڑھے یا شگاف کو کہتے ہیں جو وسط سے ایک طرف ہو۔ قبر کی لحد کو بھی اسی لئے لحد کہا جاتا ہے۔ لَحَدَ بِلِسَانِهٖ اِلٰى كَذَا: زبان سے کسی کی طرف جھکنا یعنی غلط بات کہنا...... اَلْحَدَ فُلَانٌ: فلاں حق سے پھر گیا۔ اسی سے اِلْحَاد کا لفظ بنا ہے۔ (مفردات امام راغب)

حدیث نبوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو یاد رکھا ہے، وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (بخاری کتاب التوحید ۔باب ان للّٰہ مئة اسم الاواحدا)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ننانوے نام والا جو حصہ ہے، حدیث میں ان ناموں کا بھی ذکر ہے۔ اسے مَیں نے چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نام اپنی صفات کے اظہار کے طور پر بڑھتے رہتے ہیں۔ رَفِیْق کی بابت کہا جاتا ہے کہ یہ خدا کا نام نہیں ہے۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ اب یہ خدا کا نام ہے۔ انسان پر جتنی صفات روشن ہو سکتی تھیں وہ تو ناموں سے ہو گئیں اور صفات بھی دنیا کی تحقیق کے ساتھ بڑھتی جاتی ہیں۔ خدا کے ننانوے ناموں کو ذہن میں رکھ کر ان کے مطابق نیکی اختیار کرنا یہ جنت نہیں تو اور کیا ہوگی۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے جو کسی کو عطا ہو جائے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے نام کو یاد کر کے اس نسبت سے اس سے مانگنا مثلاً خدا رحیم ہے تو اس نسبت سے مانگے مگر شرط یہ ہے کہ اسے خود بھی رحیم بننا پڑے گا۔ خدا کے ناموں کو اگر یاد کرتا ہے مگر اس کے مطابق خود نہیں بنتا تو وہ جھوٹا ہے۔ جو خدا سے پیار کرتا ہے وہ کس طرح جھوٹا ہو کر خدا کے ہاں مقبولیت حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ان صفات کے مطابق بننے کی کوشش کرے گا تو خدا اُسے توفیق عطا فرمائے گا۔

علامہ رازی لکھتے ہیں: "ارشاد الٰہی ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ حصر کا فائدہ دیتا ہے"۔ حصر کا مطلب ہے کہ اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ "اور اس کا معنی یہ ہے کہ اسماء حسنٰی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں۔ اور عقلی دلیل اس معنی کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔ اس وجہ سے کہ موجود ہستی یا تو واجب الوجود ذات ہے یا ممکن الوجود۔ واجب الوجود ذات ایک ہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور اس ایک ذات کے علاوہ باقی سب ممکن الوجود ہیں اور ہر ممکن الوجود ذات اپنی ماہیت،

اپنے وجود اور اپنی تمام حقیقی، اضافی اور سلبی صفات کے لحاظ سے تخلیق واجب الوجود کی محتاج ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو عدم محض اور نفی باقی رہ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں کامل ہے اور اس کے علاوہ ہر وجود کو اسی کے احسان و لطف سے کمال حاصل ہوتا ہے۔ پس ہر قسم کا کمال، جلال اور شرف خدا تعالیٰ کو ہی زیبا ہے اور اسی کے لئے ہے اور ہر دوسرے کا کمال مستعار ہے اور غیر اللہ کے لئے فقر، تنگدستی، نقصان اور عدم ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حسن دراصل توازن کا نام ہے اور توازن اصل میں صرف اللہ تعالیٰ میں ہے۔ کسی کی آنکھ خوبصورت ہو لیکن ناک بیٹھا ہوا ہو تو اسے بھی حسین نہیں کہیں گے۔ ایک داغ اسے غیر متوازن کردے گا۔ تو اس پہلو سے حسن صرف اللہ تعالیٰ کے عکس سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

"جہم بن صفوان سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کسی چیز کا نام چسپاں نہیں کرتا۔ کیونکہ کسی چیز کا نام کمتر اشیاء پر لاگو ہوتا ہے جو اکثر حقیر ہیں اور درجات عالیہ سے بعید ہیں۔ جب واقعۃً ایسا ہے تو قطعی طور پر ثابت ہوا کہ کسی چیز کا اسم اس چیز میں شرف، رتبہ اور عظمت شان پیدا نہیں کرتا"۔

(تفسیر کبیر رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ کے نام رکھنے کے ساتھ عبد کا لفظ لگانا چاہئے۔ آنحضرتؐ کے نام بھی بہت احتیاط سے رکھنے چاہئیں۔ بعض لوگ اچھے نام رکھتے ہیں لیکن اپنے ناموں پر خود اپنا دھبہ ڈال دیتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "جس قسم کا عیب اور نقصان انسان میں ہو اُسی کے مقابل خدا کے نام سے دعا کرے"۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ نیا نکتہ آپؓ نے بیان فرمایا ہے کہ جو کمی ہو اس کے مطابق خدا سے مانگے۔ کسی میں رحم کی کمی ہے وہ رحیم نام سے مانگے اس خیال سے کہ خدا مجھے رحم عطا کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "خدا کے تمام کامل نام اسی سے مخصوص ہیں اور ان میں شرکت غیر کی جائز نہیں۔ سو خدا کو انہیں ناموں سے پکارو جو بلا شرکت غیر ہیں یعنی نہ مخلوقات ارضی و سماوی کے نام خدا کے لئے وضع کرو اور نہ خدا کے نام مخلوق چیزوں پر اطلاق کرو اور ان لوگوں سے جدا ہو جو کہ خدا کے ناموں میں شرکت غیر جائز رکھتے ہیں۔ عنقریب وہ اپنے کاموں کا بدلہ پائیں گے"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ،روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۲۲، ۵۲۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

آیت ۱۸۲: ﴿وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ﴾۔ اور اُن میں سے جنہیں ہم نے پیدا کیا ایسے لوگ بھی تھے جو حق کے ساتھ (لوگوں کو) ہدایت دیتے تھے اور اُسی کے ذریعہ سے انصاف کرتے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ قرآن کریم کا انصاف ہے کہ ہر قوم سے انصاف کرتا ہے۔ فرماتا ہے پہلی قوموں میں بھی ایسے لوگ تھے جو ہدایت پر قائم تھے۔

آیت ۱۸۳: ﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ﴾۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہمارے نشانات کا انکار کیا ہم ضرور انہیں تدریجاً اُس جہت سے پکڑیں گے جس کا اُنہیں کوئی علم نہیں ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ کی حل لغت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ہاں تدریج پائی جاتی ہے۔ اَلدَّرْجُ: کتاب یا کپڑے کی تہہ۔ اور لپیٹے ہوئے مراسلہ یا کپڑے کو بھی دَرْج کہا جاتا ہے۔ اور بطور استعارہ دَرْج بمعنے موت بھی آجاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ﴾۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس حصہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم انہیں کتاب کی طرح لپیٹ لیں گے۔ اور بعض نے اس کے معنی بتدریج پکڑنے کے کئے ہیں بایں طور کہ انہیں آہستہ آہستہ جہنم کے قریب لا رہے ہیں جیسا کہ سیڑھیوں پر چڑھایا یا اُترا جاتا ہے۔ (مفردات امام راغب)

علامہ زمخشری لکھتے ہیں: "ہم آہستہ آہستہ انہیں ایسے امور کے قریب کردیں گے جو انہیں ہلاک کردیں گے اور ان کی سزا کو کئی چند کردیں گے"۔ (تفسیر کشاف)

علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں: "﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ میں اِستِدراج، دَرَجَ سے باب اِستِفعال ہے۔ جس کے معنی درجہ بدرجہ اونچا چڑھنا یا نیچے گرنا ہے اور اسی سے دَرَجَ الصَّبِيُّ کہتے ہیں جبکہ بچہ کے قدم قریب قریب پڑتے ہیں اور اَدْرَجَ الْكِتَابَ اس وقت کہتے ہیں جب اسے تھوڑا تھوڑا کر کے لپیٹا جائے۔ دَرَجَ الْقَوْمُ کا محاورہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب قوم کے بعض افراد دوسرے افراد کے پیچھے فوت ہوں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ لفظ اَلدَّرْجُ سے ماخوذ ہو جس سے یہ مراد ہے کہ کسی چیز کا حصہ بحصہ لپیٹا جانا۔ چنانچہ ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ سے مراد یہ ہے کہ ہم انہیں ہلاکت والی اشیاء کے قریب کردیں گے اور ان کی سزا میں اضافہ کردیں گے ایسے طور پر کہ انہیں معلوم نہیں ہوگا کہ ان کے ساتھ کس قسم کے سلوک کا ارادہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب بھی وہ جرم کے مرتکب ہوتے ہیں یا گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ان پر وا کردیتا ہے اور دنیا میں ان کو نعمتوں اور برکتوں سے نوازتا ہے جس پر وہ فخر و مباہات میں بڑھ جاتے ہیں، فساد میں مصروف ہوجاتے ہیں اور سرکشی میں حد کردیتے ہیں اور درجہ بدرجہ ان پے در پے نعمتوں کے باعث گناہوں میں بڑھتے جاتے ہیں"۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حصہ درست نہیں ہے۔ جو لوگ رفتہ رفتہ گناہوں میں بڑھتے ہیں ابتداء میں نفس لوامہ انہیں ملامت کرتا ہے۔ جب اس کی آواز بھی نہیں سنتے پھر اور آگے بڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب بہت زیادہ جرم کرلیں پھر ان کی سزا موت ہے۔ ایک عورت کے متعلق آتا ہے کہ اپنے بچوں سے بہت لاڈ کرتی تھی۔ بچہ چوری کرتا مگر وہ کہتی کہ میرے بچے نے تو ایسا نہیں کیا۔ یہاں تک کہ وہ چوری پر دلیر ہوتا گیا اور بالآخر پکڑا گیا۔ پھانسی کی سزا سے پہلے آخری خواہش کے طور پر اس نے ماں کو بلایا کہ اس کے کان میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس نے ماں کے کان کو کاٹ کھایا اور کہا کہ تمہارے ظاہری پیار نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے۔ تو تدریج تو ہر چیز میں موجود ہے۔

آیت ۱۸۴: کے تحت حضور ایدہ اللہ نے لفظ ﴿وَأُمْلِي﴾ کی حل لغت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اَلْإِمْلَاءُ: ڈھیل دینا۔ اور اسی طرح طویل زمانہ کو "مَلَاوَةٌ مِنَ الدَّهْرِ وَ مَلِيٌّ مِنَ الدَّهْرِ" کہا جاتا ہے۔ فرمایا "وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا"۔ اور تَمَلَّيْتَ دَهْرًا کا معنی ہے اَبْقَيْتَ یعنی تیری عمر دراز ہو۔ تَمَلَّيْتُ الثَّوْبَ کا مطلب ہے کہ میں نے کپڑے سے خوب فائدہ اٹھایا اور لمبے عرصہ تک اسے استعمال کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ﴾ میں ﴿أُمْلِي﴾ کے معنی مہلت دینے کے ہیں۔ (مفردات امام راغب)

اور ﴿مَتِينٌ﴾ کے تحت بتایا کہ اَلْمَتْنَانِ پیٹھ کے دونوں حصے جو ریڑھ کی ہڈی کے دائیں بائیں ہوتے ہیں۔ استعارہ کے طور پر سخت زمین کو اَلْمَتِينُ کہتے ہیں۔ مَتُنَ اس کی پشت مضبوط ہوگئی اور مضبوط پشت والے شخص کو مَتِينٌ کہتے ہیں اور اسی سے مضبوط رسی کو حَبْلٌ مَتِينٌ کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾۔ (مفردات امام راغب)

امام رازی نے لکھا ہے کہ "﴿وَأُمْلِي لَهُمْ﴾ کا معنی ہے کہ میں انہیں ڈھیل دوں گا اور ان کی عمروں کا عرصہ لمبا کروں گا تاکہ وہ گناہوں میں بڑھتے چلے جائیں۔ اور میں گناہ کی سزا دینے میں جلدی نہیں کروں گا تاکہ وہ توبہ اور انابت سے گناہ کا قلع قمع کریں۔ ارشاد الٰہی ﴿إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ﴾ کے بارہ میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس سے مراد ہے میرا مکر بڑا سخت ہے۔ ہر چیز کے مضبوط ترین حصہ کو اَلْمَتِينُ کہتے ہیں"۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں دونوں باتیں بیان کردی ہیں۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ایک کشف ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک رقاصہ ہے جس کے ہاتھ میں گویا شراب کا گلاس ہے اس میں تھوڑا سا پانی ہے۔ وہ رقص کرتی چلی جاتی ہے اور کہتی ہے ﴿وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ﴾ اور وہ پیالہ بھرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ چھلک جاتا ہے۔ آپ نے اس کی یہی تعبیر کی کہ جرم کرنے والے کی ایک حد ہوتی ہے۔ اس کی ایک استطاعت ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس دوران اسے توبہ کی توفیق نہ ملے تو پھر وہ اپنے آخری مقام پر پہنچ کر پکڑا جاتا ہے۔

آیت ۱۸۵: ﴿أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ﴾۔ کیا انہوں نے کبھی غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی کو کوئی جنون نہیں۔ وہ تو محض ایک کھلا کھلا ڈرانے والا ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں: "درحقیقت اہل مکہ میں سے بعض جاہل لوگ دو وجہ سے حضرت رسول اکرم ﷺ کو مجنون قرار دیتے تھے۔ پہلی یہ کہ آپ کا فعل ان کے افعال کے مخالف تھا۔ کیونکہ حضور ﷺ آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے دنیا سے اعراض برتتے تھے اور ہمیشہ دعوت الی اللہ میں مصروف رہتے اور یہ عمل ان کے طریق سے مختلف تھا۔ پس آپ کو مجنون گردانتے تھے۔

دوسری یہ کہ حضرت رسول اکرم ﷺ پر نزول وحی کے وقت عجیب حالت طاری ہوتی، آپ کا چہرہ متغیر ہوجاتا اور رنگ زرد پڑ جاتا۔ اور ایسی حالت ہوجاتی جو غشی کے مشابہ ہوتی اور جاہل لوگ کہا کرتے کہ آپ کو جنون ہوگیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا کہ آپ کو کسی قسم کا کوئی جنون لاحق نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ حضور ﷺ تو اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے تھے اور دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے بات کرتے تھے اور ایسے فصیح الفاظ استعمال کرتے تھے کہ اس فصاحت کے مقابلہ میں سابقین اور متاخرین عاجز آگئے۔ پھر آپ اچھے اخلاق سے متصف تھے۔ عمدہ سلوک کرنے والے، پاکیزہ سیرت اور پسندیدہ اعمال کے مالک، حسنات پر مداومت اختیار کرنے والے تھے۔ اور ان ساری صفات کی وجہ سے آپ تمام جہانوں کے دانشمندوں کے لئے کامل نمونہ ہوگئے۔ اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ اس قسم کے انسان کو مجنون قرار دینا محال ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ظاہر ہوا کہ دین کی طرف دعوت دینے کی سعی صرف اس لئے ہے

کہ آپ نذیرٌ مبینٌ یعنی کھلے کھلے ہوشیار کرنے والے تھے۔" (تفسیر کبیر رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مستشرقین نے ان روایتوں سے یہ استنباط کرنے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کو مرگی کا دورہ ہوتا تھا۔ اور یہی الزام حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفوں نے آپؑ پر بھی لگایا۔ حالانکہ یہ مرگی کا بنیادی اصول نہیں سمجھتے کہ جوش کے وقت مرگی کا دورہ بڑھ جایا کرتا ہے۔ آنحضرتؐ کی زندگی میں ایک بھی ایسا موقعہ نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی بعض دفعہ کمزوری ہو جایا کرتی تھی مگر خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے کسی دشمن کے اعتراض کی بات کرو میں اس کا جواب دینا شروع کروں گا تو ساری کمزوری دور ہو جائے گی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مرگی کی کوئی علامات بھی آنحضرت ﷺ یا مسیح موعود علیہ السلام میں نہیں تھیں۔

آیت ۱۸۶: ﴿اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِاقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ﴾۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت میں اور ہر چیز میں جو اللہ نے پیدا کی ہے کبھی تدبّر نہیں کیا (اور اس بات پر بھی) کہ ممکن ہے کہ اُن کی مقررہ مدت قریب آچکی ہو۔ تو اس کے بعد پھر وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے۔

علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں: "جان لیجئے کہ یہ آیت کثیر مطالب پر دلالت کرتی ہے۔ پہلا مطلب: تقلید جائز نہیں البتہ غور و فکر اور استدلال ضروری ہے۔ ﴿اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا﴾ کا قول اسی امر کے لئے دلیل ہے۔ دوسرا مطلب: نبوت کا معاملہ توحید کی شاخ ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ﴿اِنْ ھُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ﴾ فرمایا پھر اس کے بعد توحید پر دلالت کرنے والی آیت آئی۔ اگر ایسا معاملہ نہ ہوتا تو اس اسلوب میں کلام کی ضرورت نہ تھی۔ تیسرا مطلب: الجبائیؒ اور القاضیؒ نے ارشاد الٰہی ﴿فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ﴾ سے یہ مؤقف اختیار کیا کہ قرآن کریم قدیم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ حدیث قدیم کی ضد ہے اور ویسے بھی لفظ حدیث عموماً یہ مفہوم دیتا ہے کہ یہ عنقریب وقوع پذیر ہوئی ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے "اِنَّ ھٰذَا الشَّیْءَ حَدِیْثٌ، وَلَیْسَ بِعَتِیْقٍ" کہ یہ نئی چیز ہے اور پرانی نہیں ہے۔ پس اہل لغت حدیث کو عتیق کی ضد قرار دیتے ہیں جس کے وجود پر لمبا عرصہ گزرا ہو"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط تفسیر ہے اور غلط معنے لئے جا رہے ہیں۔ قرآن کریم حادث نہیں ہے بلکہ اس کا مضمون ہمیشہ سے ہے۔ قرآن مجید کو پیدا کرنے کا سارے قرآن میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس آیت کا اصل مفہوم تو یہ ہے کہ ﴿فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ﴾ اللہ کا بعد تو ہوتا ہی نہیں۔ بعد کا ایک مفہوم خلاف کا ہے اس سے "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" کا مضمون حل ہو جاتا ہے۔ دراصل مراد ہے کہ مجھے چھوڑ کر، مجھ سے الگ ہو کر کوئی نبی اور رسول نہیں ہے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے کسی کو کہا کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ نہ کہو، اس سے لوگ غلطی میں پڑیں گے۔ خَاتَمَ النَّبِیِّیْن کہا کرو۔ آپؓ سمجھتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نبی مبعوث فرما سکتا ہے جو آپ کا مخالف نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی دفعہ ملفوظات میں اور تحریروں میں اس کا ذکر کیا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر اور آنحضرتؐ کو چھوڑ کر جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔

آیت ۱۸۷: ﴿مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۚ وَیَذَرُھُمْ فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ﴾۔ جسے اللہ گمراہ ٹھہرائے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور وہ انہیں اپنی سرکشیوں میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ﴿مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ﴾ جس کو اللہ بہکادے، اسے کوئی نہیں راہ دینے ولا۔ (فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۶۵)۔

﴿مَنْ یُّضْلِلِ﴾: یہ نتیجہ ہے انسان کی اپنی اختیار کردہ ضلالت کا۔ دو خط جب زاویہ پیدا کریں گے تو جوں جوں بڑھیں گے فاصلہ بھی بڑھتا جاوے گا"۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

آیت ۱۸۸: ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا .... الخ﴾۔ وہ تجھ سے قیامت سے متعلق سوال کرتے ہیں کہ کب اُسے بپا ہونا ہے۔ تُو کہہ دے کہ اس کا علم صرف میرے ربّ کے پاس ہے۔ اسے اپنے وقت پر کوئی ظاہر نہیں کرے گا مگر وہی۔ وہ آسمانوں اور زمین پر بھاری ہے۔ وہ تم پر نہیں آئے گی مگر دفعۃً۔ وہ (اس کے بارہ میں) تجھ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ تُو اس کے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔ تُو کہہ دے کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے۔

حضور ایدہ اللہ نے ﴿مُرْسٰھَا﴾ کی حل لغات میں بتایا کہ رَسَا الشَّیْءُ: ثَبَتَ کوئی چیز کسی جگہ جم کر ٹھہری۔ اَرْسٰی کے معنی ٹھہرانے اور لنگر انداز کرنے کے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے ﴿وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ. وَالْجِبَالَ اَرْسٰھَا. بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَ مُرْسٰھَا﴾۔ مُرْسٰی: مصدر۔ ظرف زمان۔ ظرف مکان اور اسم مفعول کے معنی رکھتا ہے۔ یعنی لنگر انداز ہونا، لنگر انداز ہونے کا وقت یا جگہ اور وہ چیز جو ٹھہر گئی اور لنگر انداز ہوئی۔ (مفردات امام راغب)

اسی طرح ﴿حَفِیٌّ﴾ کے تحت بتایا کہ اَلْاِحْفَاءُ کسی چیز کے مانگنے میں اصرار یا کسی کی حالت دریافت کرنے کے لئے بحث اور کاوش میں لگے رہنا جیسے کہتے ہیں اَحْفَیْتُ فُلَانًا فِی السُّؤَالِ۔ اَحْفَیْتُ الدَّآبَّۃَ میں نے سواری کے جانور کو زیادہ چلا کر اس کے سم گھسا دیئے۔ حَفِیَ حَفًا وَ حَفْوَۃً زیادہ چلنے سے پاؤں چھل جانا۔ اَلْحَفِیُّ نیکوکار اور نہایت مہربان۔ قرآن کریم میں ہے اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا۔

اَحْفَیْتُ بِفُلَانٍ وَ تَحَفَّیْتُ بِہٖ کا مطلب ہے کہ میں نے اس کے اعزاز و اکرام بجالانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ اَلْحَفِیُّ کسی چیز کو اچھی طرح جاننے والا۔ (مفردات امام راغب)

حدیث نبوی ہے۔ ابوزبیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جابر بن عبد اللہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ان کے وصال سے ایک ماہ قبل یہ فرماتے ہوئے سنا: تم مجھ سے قیامت کے بارہ میں سوال کرتے ہو جب کہ اس کا علم صرف خدا تعالیٰ ہی کو ہے۔ اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زمین پر کوئی بھی سانس لینے والا نفس نہیں ہے جس پر (آج کے بعد) ایک سو سال گزر جائے۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ باب قولہ ﷺ لا تاتی مائة وعلی الارض نفس منفوسة الیوم)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قیامت تو ہر شخص کی اپنی اپنی ہے۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس پر قیامت گزر جاتی ہے۔

علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں: "ارشاد باری تعالیٰ ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا﴾ قیامت کے قائم ہونے کے وقت کے بارہ میں سوال ہے اور دوسرا قول ﴿یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْھَا﴾ قیامت کے بوجھ اور شدت اور ہیبت کی حقیقت معلوم کرنے کے ضمن میں سوال ہے۔ اس لئے تکرار لازم نہیں آتا۔

پہلے سوال کا جواب دیا ﴿اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ﴾ کہ اس کا علم صرف میرے رب کے پاس ہے۔

دوسرے سوال کا جواب اس طرح دیا ﴿اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ اللّٰہِ﴾ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

ان دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلا سوال وقوع قیامت کے وقت کے بارہ میں تھا جبکہ دوسرا سوال اس کی شدت و ہیبت کی مقدار کے ضمن میں تھا۔ اسماء الٰہی میں ہیبت اور عظمت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا نام وہ ہے جو شدت قیامت کی مقدار کی بابت سوال میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ، وہ اسم ہے جو انتہائی ہیبت ظاہر کرتا ہے اور وہ ہمارے قول کے مطابق اسم اللہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو ﴿وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ پر ختم فرمایا"۔ (تفسیر کبیر رازی)

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا .... الخ﴾۔ علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ﴾ کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ہی صرف اس وقت کو جانتا ہے جس میں قیامت قائم ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ اور اسی طرح فرمایا اِنَّ السَّاعَۃَ آتِیَۃٌ لَا رَیْبَ فِیْھَا۔ اسی طرح ارشاد الٰہی ہے اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخْفِیْھَا۔ جب رسول کریم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ گھڑی کب آئے گی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس سے سوال کیا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ محققین کہتے ہیں کہ قیامت کو بندوں سے چھپانے کا سبب یہ ہے کہ جب وہ نہیں جانتے کہ کب واقع ہوگی تو وہ اس سے ڈرتے رہیں گے"۔

(تفسیر کبیر رازی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حسن ظنی ہے۔ ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے مگر کہاں انسان اس وجہ سے توبہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قیامت کب آئے گی وغیرہ یہ سب امور ایسے ہیں جن کا اگلی سورۃ سے ایک تعلق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "قیامت کی نشانیوں کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) امارات صغریٰ۔ (۲) امارات کبریٰ۔ امارات صغریٰ کبھی کبھی اپنی ظاہری صورت پر بھی ظاہر ہو جاتی ہیں اور کبھی ان کا ظہور استعارات کے لباس میں ہوتا ہے۔ لیکن امارات کبریٰ کبھی بھی ظاہری صورت میں ظاہر نہیں ہوتیں ان کے بارہ میں ضروری ہے کہ وہ استعارات اور مجازات کے رنگ میں ظاہر ہوں اور اس میں بھید یہ ہے کہ قیامت کا اچانک آنا مقدر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا. قُلْ اِنَّمَا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ ...... الخ﴾"۔ (حمامة البشری روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۳۰۲، ۳۰۳)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت اقدس میں سوال پیش ہوا کہ جو لوگ لڑائیوں میں جاتے ہیں اور وہاں قتل کرتے ہیں کیا وہ قتل ان کا گناہ ہے یا نہیں؟ فرمایا: میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس نے اچھا کیا یا برا کیا"۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۷/نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۰)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو بات میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ دراصل سورۃ الاعراف کا سورۃ الانفال سے ایک تعلق ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ مرکزی تعلق اس آیت کے اندر موجود ہے۔ وہ قیامت

کے متعلق پوچھتے ہیں اور قیامت کا ایک مطلب ہے کہ ان کو اپنے کرموں کی سزا ملنے والی ہے۔ پس اس سے اگلی سورۃ 'الانفال' میں اسی قیامت کا ذکر ہے کہ کس طرح مشرکین مکہ پر قیامت ٹوٹے گی اور مخالفین تہس نہس ہونگے۔ یہ نکتہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا ہے۔ باقی مفسرین نے جو تعلقات سورتوں کے سورتوں کے ساتھ ظاہر کئے ہیں وہ اپنی جگہ درست ہوں گے لیکن ایک یہ بھی تعلق ہے۔ دوسرے قیامت کہتے ہیں تبدیلی کو۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔ آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کو ملاتے ہوئے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح ملے ہوئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ اسی وقت قیامت آگئی۔ مگر ایک قیامت آئی جسے لوگوں نے دیکھا نہیں۔ وہ یہ کہ صدیوں کے مردے زندہ ہوگئے اور بہت سے جو زندہ سمجھے جاتے تھے وہ مر گئے۔ تو ایک عجیب انقلاب بپا ہوا۔ اگلی سورۃ الانفال میں اسی قسم کی قیامت کا ذکر ہے۔ تو قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ وہ تو آنے والی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ یہ مضمون بیان فرمارہے تھے کہ درس کا وقت ختم ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی آج کی علم و عرفان کی یہ پاکیزہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔ (مرتبہ: ابولبیب)

منقولات

پنڈت اور مُلّا .... جنہوں نے سماج کو توہم پرستی کے جال میں پھنسا رکھا ہے!

توہم پرستی کے چکر میں پھنس کر اپنا پیسہ اور سکھ چین گنوانے والوں کی فہرست بیماریوں کا علاج بھی ٹونے ٹونکوں اور جھاڑ پھونک میں ڈھونڈتے ہیں پر کیا اس سے انہیں......

ہندوستان میں طرح طرح کے مذاہب اور ان کے پجاریوں پیر ملّا مولویوں کا جال پھیلا ہوا ہے انہیں کی بدولت یہاں کے مذہبی عوام میں طرح طرح کے توہمات اپنی جڑیں گہرائی تک جمائے ہوئے ہیں جیسے منگلوار کو داڑھی نہیں بنانا، ایکادشی کے دن چاول نہیں پکانا وغیرہ۔ اس میں صحت سے جڑے توہمات اور عقیدوں کی کوئی کمی نہیں ہے

پہلے کئی بیماریوں کے نام بھی مذاہب اور دیوی دیوتاؤں سے جڑے ہوتے تھے جیسے چھوٹی ماتا (طبی اصطلاح میں Chicken Pox) بڑی ماتا (Small Pox) جس کا آج نام و نشان بھی نہیں ہے لیکن ایک زمانہ میں یہ ایک جان لیوا بیماری تھی اسی طرح Typhoid کو موتی مہاراج کہا جاتا تھا کیونکہ اس میں جسم کے اوپر موتیوں جیسے دانے ابھر آتے ہیں اور انہیں بیماری نہیں بلکہ قہر خداوندی مانا جاتا ہے لیکن آج سے دس سال پہلے ان کو لے کر جو عقیدے تھے وہ آج بھی برقرار ہیں ان میں صرف تھوڑی سی تبدیلی یہ آئی ہے کہ لوگ اس کے لئے ڈاکٹروں سے بھی صلاح لینے لگے ہیں۔

پہلے لوگ پیلیا (Joindis) ہونے پر اس کے ڈاکٹری علاج کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔ اوجھاؤں، ملاّ، مولویوں سے ایک ستر نگے دھاگے کی مالا جسمیں کچھ لکڑیاں پروئی ہوتی تھی لیکر پہنتے تھے اور چونے کے پانی میں ہاتھ دھوتے تھے۔ وہ پانی پیلا ہو جاتا تھا تو لوگ سمجھتے تھے کہ پیلیا باہر آرہا ہے۔ یہی عمل آج بھی مریضوں کو اپناتے دیکھا جاسکتا ہے۔ ہاں آج ضرور کچھ لوگ ڈاکٹروں سے بھی علاج کروانے لگے ہیں۔

عام طور پر ان توہمات کے جال میں مریض تبھی پھنستا ہے جب وہ کینسر، دماغی امراض، شوگر، ہائی بلڈ پریشر، فالج، یرقان اور ہارمون سے ہونے والی کسی لاعلاج یا عمر بھر کی خطرناک بیماری کی گرفت میں آجاتا ہے۔ عام بخار سردی ہڈیوں کے ٹوٹنے والے مریض ان کے چنگل میں نہیں پھنستے۔ کچھ سال پہلے میرے پاس ایک شوگر کا مریض علاج کروانے آیا۔ اسے سینے میں درد ہو رہا تھا Cardiogram کرنے پر دل کا دورا نکلا۔ اسے Intensive Care Unit میں داخل کیا گیا۔ دو دن بعد اسے دوبارہ دل کا دورہ پڑا اسے پھر I.C.U میں رکھا گیا۔ تو اس کے کچھ ساتھیوں نے اسکے مولوی کو بلا لانے کو کہا، جسنے بتایا کہ اسکو بدروح پریشان کر رہی ہے اور اس کو پرسکون کرنے کے لئے اسے قبرستان لے جانا پڑیگا۔

میرے بہت سمجھانے پر بھی وہ نہیں مانے اور اسے لے گئے تیسرے دن مریض کی موت واقع ہوگئی۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ مولوی کہہ رہا تھا کہ اگر پہلے دن سے ہی اس کے پاس اسے لے آتے تو شاید وہ بچ جاتا دیر ہونے کی وجہ سے بدروح پرسکون نہ ہو پائی۔ ایسا نہیں ہے کہ ان توہمات کے جال میں صرف دیہی یا انپڑھ لوگ ہی پھنستے ہیں۔ بلکہ ترقی یافتہ پڑھے لکھے شہری لوگ بھی اس سے بچے نہیں ہیں۔ ہاں فیصدی کا فرق ضرور ہے Blood Pressure سے پریشان کئی پڑھے لکھے لوگوں کو اکثر گھڑی کی چین جیسے ہرے لال پتھروں سے جڑا ایک پٹا پہنتے دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ پٹا پیر مولوی دیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اس سے بلڈ پریشر کم ہو جاتا ہے۔ ہمارے شہر میں ایک بہت ہی مانے ہوئے فقیر ہیں جنہوں نے کئی لوگوں کو اس طرح کے پٹے دیئے ہیں اور ان کا دعویٰ ہیکہ انہوں نے کئی لاعلاج امراض سے نجات دلائی ہے۔ انہیں میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ایک بار کچھ لوگوں نے مجھ سے پوچھا،"بھلا آپ انہیں کیسے جانتے ہیں؟"۔

میں نے کہا،"بھئی، وہ بلڈ پریشر کے مریض ہیں اور میں انکا علاج کرتا ہوں۔" یہ سنکر انکی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔ اسکے بعد وہ بولے،"یہ تو ان کا بڑپّن ہے جو آپ سے علاج کرا کر اسکا صلہ آپ کو دے رہے ہیں، نہیں تو انہیں علاج کی کیا ضرورت ہے؟"۔ یہ سنکر میں نے محسوس کیا کہ وہمی کو کسی کی بات پر بھی بھروسہ نہیں ہوتا۔

دوسرے علاقوں کا تو پتا نہیں لیکن مدھیہ پردیش میں فالج زدہ مریضوں میں بھادوا ماتا بہت مشہور ہے۔ یہ جگہ نیچ کے قریب ہے اور یہاں دور دور سے فالج زدہ مریض ٹھیک ہونے کی خواہش لے کر آتے ہیں۔ کچھ لوگ علاج کے دوران بھی یہاں آتے رہتے ہیں اور ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ انمیں سے کئی تو یہ مانتے ہیں کہ انہوں نے بھادوا ماتا کی منت مانی تھی اس لئے ٹھیک ہو گئے۔ اب اگر یہاں جانے سے یا منت ماننے سے فالج ٹھیک ہونے لگے تو سارے ڈاکٹر یہی طریقہ نہ اپنالیں۔

کتے کے کاٹ لینے پر چونا لگانا، بانجھ پن کے لئے باباؤں کا سہارا لینا جہاں کئی بار عورتیں اپنی عصمت بھی کھو بیٹھتی ہیں، اوجھاؤں کا دماغی مریضوں کو مرچ کا دھواں سنگھانا، پیٹنا، عورتوں کو کمرے میں بند کر کے جنسی استحصال کرنا، مرگی کے مریض کو جوتا اور پیاز سنگھانا وغیرہ توہمات کی کچھ مثالیں ہیں۔

(ڈاکٹر راجیش اگروال۔ بشکریہ ماہنامہ سرس سلل یکم تا 15 جون 2000ء)

دعائے مغفرت

محترمہ شاہدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم حلیم الدین خان صاحب کیرنگ مورخہ ۲۰۰۱-۴-۲۹ کو وفات پاگئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مرحومہ کے تین چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کو صبر جمیل عطا ہونے نیز ان کے بہتر مستقبل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (مینجر بدر)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان 248-5222,248-1652,243-0794
رہائش 237-0471, 237-8468

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
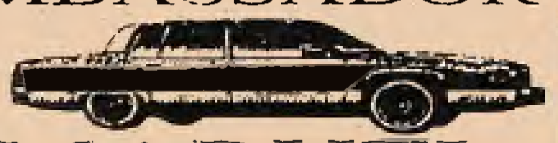
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

دُعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
✆ : SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

☆☆ اسلام کا جنگی فلسفہ - عدل وانصاف کا قیام ☆☆

سید فہیم احمد مبلغ سلسلہ گنگٹوک (سکم)

تمام اقوام میں ہمیشہ سے دوسروں پر غالب آنے یا زمینی دولت یا تجارت چھین لینے کیلئے جنگ ہی کو ایک کارآمد ہتھیار سمجھا گیا ہے۔ لیکن ہمدردی بنی نوع انسان کا احساس ہمیں یہ بات منوائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جنگ حقیقت میں دوسروں پر فضیلت حاصل کرنے کا ایک حیوانی طریقہ ہے نہ کہ انسانی۔ بھینسا۔ شیر۔ چیتا اور دوسرے جانور بھی اپنے ہمسروں سے اس لئے لڑتے ہیں کہ اُن کو ان کی خوراک سے محروم کردیں۔ اور سب کچھ اپنے لئے رہ جائے۔ پس کیا انسان کیلئے اپنے ہمسروں سے بقا کیلئے وہی طریق اختیار کرنا باعث شرم نہیں؟ یقیناً ہے دوسروں سے آگے نکل جانے کیلئے انسانی طریق حیوانی طریقوں سے مختلف ہونا چاہئے جس طرح خدا تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اسی طرح اُس کے طریقے بھی ویسے ہی اعلیٰ اور اشرف ہونے چاہئے۔

تجھ کو ملا ہے اشرف المخلوقات کا خطاب
بہر خدا خطاب کا اونچا وقار کر

آج ہر ملک دوسرے ملک سے جنگ کا خطرہ محسوس کر رہا ہے۔ آج زمین فوجوں کے بوجھ سے دبی ہوئی ہے۔ اور فضا جنگی جہازوں کے قطاروں سے بھری ہوئی وہ زمانہ نہیں رہا کہ جب تیر وتلوار کی جنگیں لڑی جاتی تھیں۔ آج وہ تیر وتلواریں دنیا کے کباڑ خانوں میں بکتے نظر آرہے ہیں۔ یا پھر عجائب گھروں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ آج دنیا میں بہت سی ایسی قوتیں موجود ہیں۔ جو خدا کی زمین کو انسانی خون سے رنگنے کیلئے بے تاب نظر آرہی ہیں۔ ان حالات میں اسلام کیا مشورہ دیتا ہے۔ وہ قابل ملاحظہ ہے۔

اسلام نے جنگ کے ایسے قوانین مقرر فرمائے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

(1) فرمایا کہ اے مسلمانو کسی قوم کی دُشمنی کی وجہ سے تم عدل وانصاف کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑنا

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى

(سورۃ مائدہ آیت 9)

اور تم کو کسی قوم کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، انصاف کرو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے

(2) وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا

(سورۃ بقرہ آیت 191)

صرف اُن لوگوں سے لڑنے کی اجازت ہے۔ جنہوں نے تم سے لڑنے میں پہل کی ہے۔ اس میں بھی تمہاری طرف سے ہرگز ظلم نہ ہو۔ اور یہ دفاعی جنگ نفسی اغراض کیلئے نہ ہو۔ بلکہ صرف خدا کی رضا کیلئے ہو۔

(3) وَقَاتِلُوْا حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

(سورۃ بقرہ آیت 194)

یعنی تمہاری یہ جنگ صرف اُس وقت جاری ہے جب تک کہ ملک سے فتنہ وفساد نہ مٹ جائے اور قبول مذہب صرف اللہ کی خاطر ہو جائے اور یہ جنگ انتقامی یا کسی قوم کی بربادی کیلئے نہ ہو۔ امن کی حالت پیدا ہوتے ہی ہتھیار رکھدو۔ جس کا مقصد یہ ہو۔ خدا کے دین کیلئے لوگوں کو آزادی ضمیر حاصل ہو جائے۔ جبر نہ رہے۔

(4) صرف اُس وقت تلوار اُٹھانے کا حکم ہے۔ جب دُشمن مذہب کی خاطر تم پر ظلم توڑنا شروع کردے۔ کیونکہ اگر ایسی اجازت نہ ملے تو مسجدیں۔ معبد اور گرجے اور غیر قوموں کی عبادت گاہیں۔ جہاں خدا کی عبادت کی جاتی ہے۔ لوگ تعصب کی وجہ سے گرا دیں گے۔ (سورۃ حج آیت 41-40)

(5) اُن لوگوں کے خلاف تلوار اُٹھانے کا حکم دیا ہے۔ جنہوں نے دغابازی کی ہے۔ اور معاہدہ کو توڑ دیا ہے۔

(6) اُن لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے۔ جنہوں نے بچوں اور عورتوں پر مظالم ڈھائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ نساء آیت 76 میں مخاطب کر کے فرماتا ہے:-

کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ تم راہ خدا میں۔ اور اُن کمزور مردوں عورتوں اور بچوں کی راہ میں جنگ نہیں کرتے۔ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اُس بستی سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال دے اور اپنی جناب سے ہمارا کوئی دوست بنا کر بھیج۔ اور اپنے حضور سے کسی کو ہمارا مددگار بنا کر کھڑا کر۔

غرض اسلام نے جنگ کے ایسے اعلیٰ قوانین باندھے جن کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ مثلاً بوڑھے۔ بچے۔ عورتیں۔ اور مذہبی لوگ یعنی پنڈت پادری وغیرہ جو مذہبی کاموں میں مصروف ہیں۔ ہرگز قتل نہ کئے جائیں۔ پھلدار درخت نہ کاٹے جائیں۔ سرسبز کھیتیاں نہ کاٹی جائیں۔ خدا تعالیٰ کی پرستش کی جگہیں نہ گرائی جائیں۔

(تاریخ کامل جلد 2 صفحہ 39)

اسلام کی اس حسین تعلیم سے متاثر ہو کر ایک نسطوری بشپ 649ء میں یہ لکھنے پر مجبور ہوا۔ وہ لکھتا ہے:-

"یہ عرب عیسائیوں کے مذہب کے خلاف نہیں لڑتے۔ بلکہ یہ تو ہمارے مذہب کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ ہمارے پادریوں اور بزرگوں کی عزت کرتے ہیں۔ اور ہمارے گرجوں اور خانقاہوں کیلئے تحائف دیتے ہیں۔"

(The Arab Conquest of Egypt P-159)

جنگ کے ایام میں ذمیوں کی حفاظت مسلمانوں پر فرض قرار دی گئی ہے۔ اور تھوڑے سے TAX کے بدلے میں اُن کو فوجی خدمت سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ اور اُن کے مال اسباب اور جان اور قبائل کی محافظت کے ذمہ دار مسلمان قرار دیئے گئے۔ چنانچہ علّامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الجزیہ میں لکھتے ہیں کہ:-

لیکن غیر مذاہب والے جو اسلامی حکومت کے ماتحت تھے اور جن کی حفاظت مسلمانوں کو کرنی پڑتی تھی۔ اُن کو فوجی خدمت پر مجبور کرنے کا اسلام کو کوئی حق نہ تھا۔ نہ وہ ایسی پُرخطر خدمت کیلئے راضی ہو سکتے تھے۔ اس لئے ضرور تھا کہ وہ اپنی حفاظت کیلئے کوئی TAX ادا کریں۔ اس TAX کا نام جزیہ تھا۔ لیکن اگر کسی موقع پر غیر قوموں نے فوج میں شریک ہونا یا شرکت کیلئے آمادہ ہونا گوارا کیا تو وہ جزیہ سے بری کئے گئے

پھر لکھتے ہیں۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والی ایلۃ کو جو فرمان جزیہ کا تحریر فرمایا تھا۔ اُس میں یہ الفاظ مندرج فرمائے۔ یحفظوا ویمنعوا۔ یعنی اُن لوگوں کی حفاظت کی جائے اور دشمنوں سے بچائے جائیں۔

(حوالہ فتح البلدان للاذری صفحہ 59)

اسلام کا اصل مقصد یہ ہے کہ دنیا میں عالمگیر صلح و امن کی فضا قائم ہو۔ لیکن جب تک جنگ کرنے والی۔ ظالم حریص طاقتیں باقی ہیں۔ تب تک یہ مقصد حاصل ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ تو پہلے ان ظالم و سفاک قوتوں کو ختم کرنے کیلئے ایک لیگ آف Nation کی ضرورت ہے۔ جس کی بنیاد اسلام کے اصولوں کے مطابق ہو۔ اور جب تک قرآن کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق لیگ نہ بنایا جائے۔ تب تک جنگ وجدال کا مداوا ہونا ناممکن اور محال امر ہے۔ اُس لیگ کی ترکیب اساسی کے متعلق اسلام کا اہم اصول یہ ہے کہ ظالم کا ہاتھ روکا جائے۔ اور مظلوم کی مدد کی جائے۔ یہ وہ امن بخش اصول ہے۔ جو لوگوں کو خوش حالی کی ضمانت دے سکتی ہے۔ لیکن U.N.O. اس انداز پر نہیں پہنچی۔ جو ان معاملات میں مدد ومعاون ثابت ہو۔ صرف اسلام کے اصول پر قائم کی گئی لیگ دنیا میں امن وشانتی کی فضا قائم کر سکتی ہے۔

چنانچہ اسلام جس عظیم لیگ کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ

(سورۃ حجرات آیت 10)

یعنی اگر دو قومیں مسلمانوں میں سے آپس میں لڑ پڑیں۔ تو اُن کی آپس میں صلح کرادو۔ یعنی دوسری قوموں کو چاہئے کہ بیچ میں پڑ کر اُن کو جنگ سے روکیں۔ اور جو وجہ جنگ کی ہے۔ اُس کو مٹائیں۔ اور ہر ایک کو اُس کا حق دلائیں۔ لیکن اگر باوجود اس کے ایک قوم باز نہ آئے۔ اور دوسری قوم پر حملہ کردے۔ اور مشترکہ انجمن کا فیصلہ نہ مانے تو اُس قوم سے جو زیادتی کرتی ہے۔ سب قومیں مل کر لڑیں۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ یعنی ظلم کا خیال چھوڑ دے۔ پس اگر وہ اس امر کی طرف مائل ہو جائے تو اُن دونوں قوموں میں پھر صلح کرادو۔ مگر انصاف اور عدل سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں بین الاقوامی صلح کے قیام کیلئے مندرجہ ذیل گُر بتائے ہیں۔ (اوّل) جب دو قوموں میں لڑائی اور فساد کے آثار ہوں۔ معاً دوسری قومیں بجائے ایک یا دوسرے کی طرفداری کرنے کے اُن دونوں کو نوٹس دیں۔ کہ قوموں کے منصف سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرائیں۔ اگر وہ منظور کرلیں۔ تو جھگڑا مٹ جائے گا۔ لیکن اگر اُن میں سے ایک نہ مانے اور لڑائی پر آمادہ ہو جائے۔ تو دوسری قوم کے خلاف یہ اُٹھایا جائے کہ باقی سب اقوام مل کر اُس کے ساتھ لڑیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ سب اقوام کا مقابلہ ایک قوم نہیں کر سکتی۔ اور ضرور ہے کہ جلدی اُس کو ہوش آجائے۔ اور صلح پر آمادہ ہو جائے۔ پس جب وہ صلح کیلئے تیار ہو جائے تو تیسرا قدم یہ اُٹھایا جائے۔ کہ اُن دونوں قوموں میں جن کے جھگڑوں کی وجہ سے جنگ شروع ہوئی تھی۔ صلح کرادیں۔ چوتھی یہ امر مدنظر رہے کہ معاہدہ انصاف پر مبنی ہو۔ یہ نہ ہو کہ چونکہ ایک فریق مخالفت کر چکا ہے۔ اسلئے اُس کے خلاف فیصلہ کردو۔ بلکہ فرمایا کہ باوجود جنگ کے اپنے آپ کو ثالثوں کی ہی صفت میں رکھو۔ پس اگر دونوں فریق میں سے جو فریق اس فیصلہ کو تسلیم نہ کرے۔ تو سب مل کر اُس سے لڑیں۔ اور جب وہ زیر ہو جائے۔ تو اُس وقت نئے مطالبات اپنی طرف سے نہ پیش کریں۔ بلکہ پہلے ہی جھگڑے کو سلجھائیں۔ کیونکہ اگر ایسے موقع پر شکست خوردہ قوم کو لوٹنے کی تجویز ہوئی۔ تو لازماً قوموں میں آپس میں بغض اور حسد بڑھے گا۔ پس چاہئے کہ اُس جنگ کے بعد صرف اُسی جھگڑے کا تصفیہ ہو۔ جس پر جنگ شروع ہوئی تھی۔ نہ کسی اور امر کا۔

یہ اخراجات جنگ سب قوموں کو برداشت کرنے ہوں گے۔ اور یہ بوجھ ہرگز زیادہ نہیں ہوگا۔ اس سے جنگیں کم ہو جائیں گی۔ اور کسی قوم کو جنگ کرنے کی جرأت نہیں ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی

حضرت یعقوب علی صاحب تراب عرفانی رضی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم کی کتاب ''سیرت مسیح موعودؑ'' سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے چند دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

☆حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری پہلے اسلامی مشنری تھے جنہوں نے ۱۸۸۶ء میں پٹنہ کے ایک سکول کی ہیڈ ماسٹری سے استعفے دیکر اسلام کی تبلیغ واشاعت کا اہم فرض اپنے ذمہ لیا۔ وہ ۱۸۸۷ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ پر تشریف لائے اور امرتسر میں بابو محکم الدین صاحب مختار عدالت اور دوسرے لوگوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر سنا۔ اس وقت آپ نے کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا اور نہ ابھی بیعت لیتے تھے۔ البتہ براہین احمدیہ اور دوسری کتابیں شائع ہو چکی تھیں۔ اکثر نیک دل اور سلیم الفطرت لوگ آپ سے فیض پانے کے لئے قادیان بھی آتے رہتے تھے۔ مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے اپنے واقعہ کا خود اپنی قلم سے ذکر کیا ہے جو ان کی کتاب تائید حق میں چھپا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

جب میں امرتسر گیا تو ایک بزرگ کا نام سنا جو مرزا غلام احمد کہلاتے ہیں ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان نامی میں رہتے ہیں اور عیسائیوں، برہموؤں اور آریہ سماج والوں سے خوب مقابلہ کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے ایک کتاب براہین احمدیہ نام بنائی ہے جس کا بڑا شہرہ ہے۔ ان کا بہت بڑا دعویٰ یہ ہے کہ ان کو الہام ہوتا ہے۔ مجھ کو یہ دعویٰ معلوم کر کے تعجب نہ ہوا۔ گو میں ابھی تک اس الہام سے محروم ہوں جو نبی کے بعد محدث کو ہوتا رہا ہے۔ لیکن میں اس بات کو بہت ہی عجیب نہیں سمجھتا تھا۔ مجھ کو معلوم تھا کہ علاوہ نبی کے بہت سے بندگان خدا ایسے گزرے ہیں جو شرف مکالمہ الٰہیہ سے ممتاز ہوا کئے ہیں۔ غرض میرے دل میں جناب مرزا غلام احمد صاحب سے ملنے کی خواہش ہوئی امرتسر کے دو ایک دوست میرے ساتھ چلنے کو مستعد ہوئے۔ ریل پر سوار ہوا بٹالہ پہنچا۔ ایک دن بٹالہ میں رہا پھر بٹالہ سے یکہ کی سواری ملتی ہے اس پر سوار ہو کر قادیان پہنچا مرزا صاحب مجھ سے بڑے تپاک اور محبت سے ملے۔ جناب مرزا صاحب کے مکان پر میرا وعظ ہوا۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کیلئے چندہ بھی ہوا میرے ساتھ جو صاحب تشریف لے گئے وہ مرزا صاحب کے دعویٰ الہام کی وجہ سے سخت مخالف تھے اور مرزا صاحب کو مکار اور فریبی سمجھتے تھے لیکن مرزا صاحب سے ملکر ان کے سارے خیالات بدل گئے۔ اور میرے سامنے انہوں نے جناب مرزا صاحب سے اپنی سابق بدگمانی کے لئے معذرت کی۔ مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت سا تعجب گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بری عادت تھی امرتسر تک تو مجھے پان ملا۔ لیکن بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ ملا ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نہ معلوم کس وقت میری بری عادت کا تذکرہ کر دیا جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی کو روانہ کیا دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پائے۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوائے گئے تھے۔

مہمان نوازی کے اس وصف نے اس شخص کو جو ہندوستان کے تمام حصوں پھر چکا تھا اور بڑے بڑے آدمیوں کے ہاں مہمان رہ چکا تھا حیران کر دیا۔ اس کی سعادت اور خوش قسمتی تھی کہ اسے سات سال بعد ۱۸۹۴ء میں پھر قادیان لائی اور اس کو حضرت اقدس کی غلامی کی عزت بخشی جس پر وہ ساری عزتوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ غرض یہ واقعہ بھی اپنی نوعیت میں ایک عجیب روشنی آپ کے وصف مہمان نوازی پر ڈالتا ہے۔

☆حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ اپنی ذات کے متعلق تحریر فرمایا کہ

ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے کہ اس عاجز نے حضور مرحوم ومغفور کی خدمت میں قادیان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد رخصت حاصل کرنے کے واسطے عرض کیا۔ حضور اندر تشریف رکھتے تھے اور چونکہ حضور کی رأفت ورحمت بے پایاں نے خادموں کو اندر پیغام بھجوانے کا موقعہ دے رکھا تھا اس واسطے اس عاجز نے اجازت طلبی کے واسطے پیغام بھجوایا۔ حضور نے فرمایا کہ ''وہ ٹھہریں ہم ابھی باہر آتے ہیں'' یہ سنکر میں بیرونی میدان میں گول کمرہ کے ساتھ کی مشرقی گلی کے سامنے کھڑا ہو گیا اور باقی احباب بھی یہ سنکر کہ حضور باہر تشریف لاتے ہیں پروانوں کی طرح ادھر اُدھر سے اس شمع انوار الٰہی پر جمع ہونے کے لئے آ گئے۔ یہانتک کہ حضرت سیدنا مولانا نور الدین صاحب بھی تشریف لے آئے اور احباب کی جماعت اکٹھی ہو گئی۔ ہم سب کچھ دیر انتظار میں خم بر سر راہ رہے کہ حضور اندر سے برآمد ہوئے۔ خلاف معمول کیا دیکھتا ہوں کہ:

حضور کے ہاتھ میں دودھ کا بھرا ہوا لوٹا ہے اور گلاس شاید حضرت میاں صاحب کے ہاتھ میں ہے اور مصری رومال میں ہے۔ حضور گول کمرہ کی مشرقی گلی سے برآمد ہوتے ہی فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب کہاں ہیں؟ میں سامنے حاضر تھا فی الفور آگے بڑھا اور عرض کیا حضور حاضر ہوں۔ حضور کھڑے ہو گئے اور مجھ کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں اسی وقت زمین پر بیٹھ گیا۔ گلاس میں دودھ ڈالا گیا اور مصری ملائی گئی اور حضرت نے خود اپنے ہاتھ سے دودھ بھرا گلاس مجھے دیا۔ میں نے جب وہ گلاس پی لیا تو پھر دوسرا گلاس پُر کر کے عنایت فرمایا گیا میں نے وہ بھی پی لیا۔ گلاس بڑا تھا میرا پیٹ بھر گیا۔ پھر اسی طرح تیسرا گلاس بھرا گیا۔ میں نے بہت شرمگیں ہو کر عرض کیا کہ حضور اب تو پیٹ بھر گیا ہے۔ فرمایا ایک اور پی لو میں نے وہ تیسرا گلاس بھی پی لیا۔ پھر حضور نے اپنی جیب خاص سے چھوٹی چھوٹی بسکٹیں نکالیں اور فرمایا کہ جیب میں ڈال لو راستہ میں اگر بھوک لگی تو یہ کھانا میں نے وہ جیب میں ڈال لی حضرت محمود لوٹا اور گلاس لے کر اندر تشریف لے گئے اور حضور نے فرمایا کہ چلو آپ کو چھوڑ آئیں میں نے عرض کیا کہ حضور اب میں سوار ہو جاتا ہوں اور چلا جاؤں گا حضور تکلیف نہ فرمائیں۔ مگر اللہ رے کرم و رحم! کہ حضور مجھ کو ساتھ لے کر روانہ ہو پڑے باقی احباب جو موجود تھے ساتھ ہو لئے اور یہ پاک مجمع اسی طرح اپنے آقا مسیح موعودؑ کی محبت میں اس عاجز کے ہمراہ روانہ ہوا۔ حضور حسب عادت مختلف تقاریر فرماتے ہوئے آگے آگے چلتے رہے۔ یہاں تک کہ بہت دور نکل گئے۔ تقریر فرماتے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا ومولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے قریب آ کر مجھے کان میں فرمایا کہ آگے ہو کر عرض کرو اور رخصت لو جب تک تم اجازت نہ مانگو گے حضور آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ میں حسب ارشاد والا آگے بڑھا اور عرض کیا کہ حضور اب سوار ہوتا ہوں حضور تشریف لے جائیں۔ اللہ اللہ! کس لطف سے اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اچھا ہمارے سامنے سوار ہو جاؤ میں یکہ پر بیٹھ گیا اور سلام عرض کیا تو پھر حضور واپس ہوئے۔

☆مولوی ابو الکلام آزاد کے بڑے بھائی مولوی ابو نصر ۲ مئی ۱۹۰۵ء کو قادیان تشریف لائے تھے اور اخلاص ومحبت سے آئے تھے۔ حضرت اقدس نے ان سے خطاب کر کے ایک مختصری تقریر کی تھی انہوں نے قادیان سے جانے کے بعد امرتسر کے اخبار ''وکیل'' میں اپنے سفر قادیان کا حال شائع کیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں:

میں نے اور کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہئے میرے منہ میں حرارت کی وجہ سے چھالے پڑ گئے تھے اور میں شور غذائیں نہیں کھا سکتا تھا۔ مرزا صاحب نے دودھ اور پاؤ روٹی تجویز فرمائی۔

آج کل مرزا صاحب قادیان سے باہر ایک وسیع اور مناسب باغ جو خود ان ہی کی ملکیت ہے میں قیام پذیر ہیں۔ بزرگان ملت بھی وہیں ہیں۔ قادیان کی آبادی قریباً تین ہزار کی ہے مگر رونق اور چہل پہل بہت ہے۔ نواب صاحب مالیر کوٹلہ کی شاندار اور بلند عمارت تمام بستی میں صرف ایک ہی عمارت ہے راستہ کچا اور ناہموار ہے بالخصوص جو بٹالہ سے قادیان تک آتی ہے۔ اپنی نوعیت میں سب پر فوق لے گئی ہے آتے ہوئے یکہ میں مجھے تکلیف ہوئی تھی نواب صاحب کی رتھ نے لوٹتے وقت نصف کی تخفیف کر دی اگر مرزا صاحب کی ملاقات کا اشتیاق میرے دل میں موجزن نہ ہوتا تو شاید آٹھ میل تو کیا آٹھ قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتا۔ اکرام ضیف کی صفت خاص خاص اشخاص تک محدود نہ تھی چھوٹے سے لیکر بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سلوک کیا۔ اور مولانا حاجی حکیم نور الدین صاحب جن کے اسم گرامی سے تمام انڈیا واقف ہے اور مولانا عبد الکریم صاحب جن کی تقریر کی پنجاب میں دھوم ہے۔ مولوی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر جن کی تحریروں سے کتنے انگریز یورپ میں مسلمان ہو گئے ہیں جناب میر ناصر نواب صاحب دہلوی جو مرزا صاحب کے خسر ہیں، مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ ایل۔ایل۔بی ایڈیٹر ''ریویو آف ریلیجنز''۔ مولوی یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر ''الحکم''۔ جناب شاہ سراج الحق صاحب وغیرہ وغیرہ پرلے درجہ کی شفقت اور نہایت محبت سے پیش آئے۔ افسوس اور اشخاص کا نام یاد نہیں ورنہ میں ان کی مہربانیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا۔ مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے۔ جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے۔ آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے۔ اور باتوں میں ملائمیت ہے۔ طبیعت منکسر مگر حکومت خیز مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا۔ اور بردباری کی شان نے انکساری کی کیفیت میں اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے گویا متبسم ہیں رنگ گورا ہے بالوں کو حنا کا رنگ دیتے ہیں جسم مضبوط اور محنتی ہے سر پر پنجابی وضع کی سپید پگڑی باندھتے ہیں سیاہ یا خاکی لمبا کوٹ زیب تن فرماتے ہیں۔ پاؤں میں جراب اور دیسی جوتی ہوتی ہے۔ عمر قریباً چھیاسٹھ سال کی ہے۔

مرزا صاحب کے مریدوں میں میں نے بڑی عقیدت دیکھی اور انہیں بہت خوش اعتقاد پایا۔ میری موجودگی میں بہت سے معزز مہمان آئے ہوئے تھے جن کی ارادت بڑے پایہ کی تھی اور بڑے عقیدت مند تھے۔

مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ادنی نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا ''ہم آپ کو اس وعدہ پر اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں'' (اس وقت کا تبسم ناک چہرہ اب تک میری آنکھوں میں ہے)

میں جس شوق کو ساتھ لے کے گیا تھا ساتھ لایا اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لے جائے واقعی قادیان نے اس جملہ کو اچھی طرح سمجھا ہے ''حَسِّنْ خُلُقَكَ وَلَوْ مَعَ الْكُفَّارِ'' میں نے اور کیا دیکھا بہت کچھ دیکھا مگر قلمبند کرنے کا موقع نہیں''

☆......☆

بیتُ السُبُّوح (فرنکفرٹ۔جرمنی میں)

مجلس انصاراللہ جرمنی کی بارھویں مجلس شوریٰ کا انعقاد

☆جرمنی بھر سے ۲۰۸ نمائندگان، ۱۵ اعزازی ممبران، ۶۹ زائرین و نواحمدی احباب کی شمولیت☆

☆امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے دس لاکھ انچاس ہزار چار سو باسی جرمن مارک سے زائد کا بجٹ پیش ہوا☆

☆صدر مجلس انصاراللہ اور نائب صدر صف دوم کے انتخابات☆

﴿رپورٹ:۔مکرم ملک رشید احمد طیب ایڈیٹر 'الناصر' جرمنی﴾

مجلس انصار اللہ جرمنی کی بارھویں مجلس شوریٰ 27-28 اکتوبر 2001ء کو جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکزی سینٹر بیت السبوح فرنکفرٹ میں منعقد ہوئی۔

اس مجلس شوریٰ میں جرمنی بھر سے ۲۰۸ نمائندگان۔ ۱۵ اعزازی ممبران اور ۶۹ زائرین اور نواحمدی احباب نے شرکت کی۔

مجلس شوریٰ کا آغاز مورخہ ۲۷۔ اکتوبر بروز ہفتہ گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر محترم داؤد احمد کاہلوں صاحب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی کی زیر صدارت ہوا۔ مکرم محمد نواز مؤمن صاحب آف ہمبرگ نے تلاوت قرآن مجید کی۔ صدر جلسہ نے شوریٰ کی غرض و غایت اور اس سلسلہ میں خلفاء کرام کی فرمودہ ہدایات کے چیدہ چیدہ اقتباسات بیان فرمائے۔

مجلس شوریٰ سے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کے 14 بنیادی ہدایات

آپ نے ۱۹۲۲ء کی مجلس شوریٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ ۱۴ بنیادی تجاویز کا بطور خاص ذکر فرمایا۔ ان ہدایات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

☆مخلص للہ شامل ہوں

☆خالی الذہن ہو کر دعا سے شامل ہوں۔ ذاتی باتوں کو دل سے نکال دیا جائے

☆اپنی رائے منوانے کی نیت نہ ہو کسی کی بھی رائے مفید ہو سکتی ہے۔

☆کسی کی خاطر رائے نہ دیں۔

☆کسی اور حکمت کے تحت رائے نہ دیں بلکہ یہ مدّ نظر ہو کہ جو سوال در پیش ہے اس کیلئے کون سی بات مفید ہے۔

☆سچی بات تسلیم کرنے سے پرہیز نہ ہو خواہ اسے کوئی بھی پیش کرے۔

☆جلد بازی سے رائے نہ دیں اور دوسرے کے کہنے پر رائے قائم نہ کریں۔

☆اپنی رائے کو مضبوط اور بے خطا نہ سمجھیں اور اس پر اصرار نہ کریں۔ بعض اوقات معمولی آدمی کی رائے بھی درست اور مفید ہوتی ہے۔

☆احساسات کی پیروی نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ ہمیشہ واقعات کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ ہاں احساسات کو تائیدی طور پر پیش کرنا اور فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

☆وہ بات کریں جس میں دینی فائدہ زیادہ ہو۔

☆رائے غلط نہ ہو اور دشمن کے مقابلہ میں اعلیٰ اور مؤثر اور مضبوط ہو۔

☆فروعات پر بحث نہ کریں بلکہ واقعہ کو دیکھیں کہ مفید ہے یا مضر ہے۔

☆سوائے کسی خاص بات کے یونہی دہرانے کے لئے کھڑے نہ ہوں ضروری نہیں کہ ہر شخص بولے۔

☆اپنا اور دوسروں کا وقت بچائیں۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ مطبوعہ ۱۹۲۲ء صفحہ ۸ تا ۱۲)

صدر مجلس کے افتتاحی خطاب کے بعد مکرم حیدر علی صاحب ظفر نے بھی مختصر خطاب فرمایا۔ امسال شوریٰ کی ایجنڈا میں خاص طور پر دو تجاویز تھیں۔

تجویز نمبر ۱:۔ دعوت الی اللہ اور تبلیغی میدان میں مجلس انصار اللہ جرمنی کوئی ایک ملک اپنے ذمہ لے۔

تجویز نمبر ۲:۔ تخمینہ بجٹ برائے سال ۲۰۰۲ء

ہر دو تجاویز پر غور کے لئے دو سب کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

سب کمیٹی تبلیغ کے ممبران کی تعداد ۲۷ تھی۔ اس کے صدر مکرم اعجاز احمد صاحب انور اور سیکرٹری مکرم راجہ محمد سلیمان صاحب نامزد کئے گئے۔

سب کمیٹی مال کے ممبران کی تعداد ۴۸ تھی۔ سیکرٹری مکرم محمود احمد صاحب ثاقب قائد مال اور صدر مکرم حبیب اللہ طارق صاحب تھے۔

کھانے اور نمازوں کے وقفہ کے بعد دوسرے اجلاس کا آغاز تین بجے شروع ہوا۔ محترم صدر مجلس نے تبلیغ کے سلسلہ میں ممبران سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کثرت سے تبلیغی اسٹال لگائے جائیں۔ آپ نے فرمایا یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنی اولادوں کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں سے کوتاہی برتیں گے تو یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہونگے۔ اگر ہم نے اپنی نوجوان نسل کو احمدیت کی تعلیم پر عملی طور پر گامزن کر دیا تو یہ ہماری کامیابی ہے۔

اس موقع پر مکرم ڈاکٹر محمود احمد طاہر صاحب سیکرٹری تربیت جماعت جرمنی نے تربیتی امور پر کچھ روشنی ڈالی۔ اس کے بعد بعض ممبران نے اپنے تجربات اور واقعات سے آگاہ کیا۔ مکرم خالد احمد سرا صاحب ناظم علاقہ ہنوفر نے اپنے تبلیغی واقعات نہایت مؤثر اور سادہ الفاظ میں بیان کئے۔ مکرم چوہدری حفیظ الرحمٰن صاحب نے بھی بعض مفید مشورے دئے۔ مکرم مبارک احمد باجوہ صاحب نے بھی بعض ایمان افروز واقعات بیان کئے اور مکرم بشیر احمد صاحب پریمی نے ایمان سے بھرپور آپ بیتی سنائی۔

مکرم عبید اللہ صاحب باجوہ نائب صدر دوم نے بچوں کی تربیت بالخصوص ان میں نماز کی عادت ڈالنے کے بارہ میں روشنی ڈالی۔

مکرم ومحترم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے ممبران مجلس کو اپنے قیمتی اور پراثر نصائح سے نوازا۔ اور مجلس انصار اللہ جرمنی کی کارگزاریوں پر بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا صرف تجاویز اور منصوبوں سے کام نہیں بنتا بلکہ عمل کی ضرورت ہے۔

اگر ہم آگے بڑھنا چاہتے ہیں تو ہمیں کام کرنا ہوگا۔ انصار اللہ کے پاس تجربہ اور علم کے خزانے ہیں دوسرے اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس کے بعد سب کمیٹی تبلیغ کے سیکرٹری مکرم راجہ محمد سلیمان صاحب نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ اور سب کمیٹی مال کے سیکرٹری مکرم محمود احمد صاحب نے اپنی رپورٹ ممبران شوریٰ کے سامنے پیش کی۔ رات دس بجے پہلے دن کے اس اجلاس کا اختتام ہوا۔

دوسرا دن ۲۸ اکتوبر

دوسرے دن کے شوریٰ کی کاروائی مکرم منور احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ محترم صدر مجلس کی معاونت کے لئے مکرم میاں عبد السلام صاحب زعیم اعلیٰ فرنکفرٹ سٹی بھی اسٹیج پر تشریف فرما ہوئے۔ محترم صدر مجلس نے ریجنل اجتماعات اور اس پر اخراجات اور چندہ جات کی ادائیگی نیز شعبہ صحت جسمانی، شعبہ اشاعت، شعبہ تعلیم وغیرہ سے متعلق عہدیداران کو بالخصوص اور تمام حاضرین کو بالعموم نہایت قیمتی نصائح اور مفید مشوروں سے نوازا۔

انتخاب صدر مجلس انصار اللہ

انتخاب کی ذمہ داری مکرم حیدر علی صاحب ظفر نائب امیر و مشنری انچارج جرمنی نے ادا کی۔ بعد دوپہر تلاوت قرآن مجید اور دعا کے ساتھ اس کا آغاز ہوا اور صدر مجلس کا انتخاب عمل میں آیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے طے شدہ پروگرام کے مطابق شام ۵ بجے دعا کے ساتھ صدر مجلس نے اختتام شوریٰ کا اعلان فرمایا۔

☆ ☆ ☆

مسجد فضل لندن میں

عید الفطر کی مبارک تقریب

﴿مکرم مبارک احمد صدیقی﴾

مسجد فضل لندن میں امسال عید الفطر کی نماز ۱۷۔ دسمبر بروز سوموار صبح ساڑھے دس بجے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ لندن میں احمدی احباب کی کثرت اور مسجد فضل لندن میں محدود گنجائش کو مدنظر رکھتے ہوئے بیت الفتوح، ہونسلو، کرائیڈن، ساؤتھ آل اور ایسٹ لندن میں بھی نماز عید کا انتظام کیا گیا تھا۔ ان جماعتوں کو خصوصی طور پر یہ ہدایت بھجوائی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے قریبی مراکز میں ہی نماز عید ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ امسال مسجد لندن میں نماز عید ادا کرنے والوں کی تعداد دو ہزار کے لگ بھگ رہی۔ جب کہ بیت الفتوح میں جہاں زیادہ نمازیوں کی گنجائش ہے تعداد اکیس سو سے زیادہ رہی۔ مسجد فضل میں نماز عید کا وقت ساڑھے دس بجے مقرر کیا گیا تھا ساڑھے نو بجے ہی مسجد کی عمارت بھر چکی تھی۔ احباب کی سہولت کے لئے پانچ مارکیاں (شامیانے) لگائی گئی تھیں۔ حسب معمول مردوں اور خواتین کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظامات تھے۔ انگریزی زبان میں رواں ترجمہ کے لئے الگ مارکیاں لگائی گئی تھیں۔ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ کی نگرانی میں خدام کی مختلف ٹیمیں اپنی اپنی ڈیوٹیاں نہایت مستعدی سے نبھا رہی تھیں۔ مسجد کے باہر ٹریفک کو کنٹرول کرنے کے لئے الگ سے ٹیم مقرر تھی۔ ایم.ٹی.اے. انٹرنیشنل کا عملہ بھی عید سعید کی اس بابرکت تقریب کو براہ راست دنیا بھر میں دکھانے کے لئے مصروف عمل تھا۔ مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے احمدی احباب عید کی خوشیوں سے تمتماتے چہروں کے ساتھ جوق در جوق مسجد تشریف لا رہے تھے۔

ٹھیک دس بجے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن میں جلوہ افروز ہوئے۔ نماز عید اور خطبہ عید ارشاد فرمانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت عید پر آنے والے تمام مرد احباب کو شرف مصافحہ بخشا جس کے لئے حضور پر نور حسب معمول تمام احباب کے پاس خود چل کر تشریف لے گئے۔

اس موقع پر لوکل ممبر آف پارلیمنٹ جناب ٹونی کول مین بھی تشریف لائے انہوں نے بھی دیگر احباب کے ساتھ لائن میں کھڑے ہو کر حضور ایدہ اللہ سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کے بعد مسجد میں موجود تمام احباب دیر تک ایک دوسرے سے گلے ملتے اور عید کی مبارک باد دیتے رہے۔ ہر چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ ہر زبان پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی باتیں تھیں۔ مسجد میں جماعت کی طرف سے تمام احباب کی خدمت میں چائے بسکٹ اور میٹھی سویاں وغیرہ پیش کی گئیں اور اس طرح عید الفطر کی یہ بابرکت تقریب اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتہائی احسن طریق سے اختتام پذیر ہوئی۔

☆ ☆

کرولائی (کیرلہ) میں مجلس انصار اللہ کیرلہ کا کامیاب سالانہ اجتماع

☆ قادیان سے محترم کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت اور محترم جلال الدین صاحب نیر ناظر بیت المال آمد کی شمولیت ☆

☆ 48 مجالس سے 500 سے زائد نمائندگان کی شرکت ☆

﴾ مکرم احمد سعید صاحب نائب ناظم عمومی مجلس انصار اللہ کیرلہ ﴿

بعد نماز ظہر و عصر مکرم بشیر الدین صاحب سیکرٹری تعلیم صوبائی امارت کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید، عربی، اردو، اور ملیالم نظم خوانی کے مقابلے ہوئے۔

تربیتی اجلاس

شام ساڑھے چار بجے محترم صوبائی امیر صاحب کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس ہوا جس میں مکرم مولوی اُنی صاحب۔ مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب۔ مکرم ایم. ابراہیم کٹی صاحب نے تقاریر کیں۔

تبلیغی اجلاس

نماز مغرب و عشا کے بعد زیر صدارت مکرم ڈاکٹر پی منصور احمد صاحب جنرل سیکرٹری صوبائی امارت اجلاس ہوا جس میں مکرم مولوی محمود احمد صاحب۔ مکرم مولوی کے علی کنجو صاحب اور مکرم کے. وی عیسیٰ کویا صاحب نے تقاریر کیں۔ اس کے ساتھ ہی پہلے دن کا اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا

دوسرا دن

نماز تہجد اور درس القرآن کے ساتھ دوسرے دن کے اجتماع کا آغاز ہوا۔ صبح ساڑھے سات بجے تا نو بجے مختلف ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

تعلیمی اجلاس

مکرم صدر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ پینگاڑی یہ اجلاس منعقد ہوا جس میں پروفیسر محمد علی صاحب۔ پروفیسر محمود احمد صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت کیرلہ۔ مکرم ایم. عبد الرحمٰن صاحب. نے تقاریر کیں۔

اختتامی اجلاس

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ کیرلہ کا سالانہ اجتماع نہایت روح پرور اور محبت و پیار اور اخوت کے ماحول میں کرولائی فضل عمر انگلش ہائی سکول کے ہال میں مورخہ ۲۹۔۳۰ دسمبر کو نہایت کامیابی سے منعقد ہو کر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس اجتماع میں شرکت کے لئے قادیان سے محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت تشریف لائے۔ آپ کے علاوہ محترم مولانا جلال الدین صاحب نیر ناظر بیت المال آمد قادیان نے بھی شمولیت کی۔ اور صوبائی امیر محترم اے۔ پی۔ کنجا مو صاحب اور محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ نے بھی شرکت کی۔ خدا کے فضل سے کیرلہ کی ۴۸ مجالس سے ۵۰۰ سے زائد نمائندگان نے شرکت کی۔

افتتاحی اجلاس

۲۹ تاریخ کو ٹھیک ساڑھے دس بجے مکرم پی. ایم. کویا صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ کیرلہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے پرچم کشائی کی۔ افتتاحی اجلاس کو مخاطب کر کے مکرم ٹی. کے محمود صاحب۔ مکرم اے. پی. کنجا مو صاحب۔ اور مکرم قائد مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ نے مختصر خطاب فرمایا۔ اس موقع پر دو کتابوں کی رسم اجرائی بھی ہوئی۔ خاکسار نے مجلس انصار اللہ کی کارکردگیوں کی رپورٹ پیش کی۔ محترم صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے مجلس کی روز افزوں ترقی پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور انصار کو ان کی ذمہ داریوں کیطرف توجہ دلائی۔

علمی مقابلہ جات

زیر صدارت مکرم پی. ایم. عبد اللہ صاحب نائب ناظم اعلیٰ انصار اللہ کیرلہ ہوا۔ محترم مولانا کریم الدین صاحب صدر مجلس۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب نیر۔ محترم اے. پی. کنجا مو صاحب۔ محترم مولانا محمد عمر صاحب نے تقاریر کیں۔ محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس بھارت نے اول، دوم اور سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے۔ محترم پی. ایم. کویا صاحب کے مختصر خطاب اور شکریہ احباب کے بعد دعا کے ساتھ یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا ☆☆

ہریانہ کی مختلف جماعتوں میں ماہ صیام اور عید الفطر

ہریانہ میں بفضلہ تعالیٰ درج ذیل پانچ زونوں میں ماہ صیام اور عید الفطر نہایت عمدہ رنگ میں منائے گئے۔

۱) **کرنال زون**:- کرنال زون میں پانچ سنٹروں میں نماز عید ادا کی گئی۔ جن میں کرنال باگڑو، پڑدانہ، فرید آباد، اور نوتھ شامل ہیں۔ ان پانچوں سنٹروں میں چالیس جماعتوں کے احباب جماعت نے شرکت کی۔ کرنال زون سے پانچ ہزار روپے صدقۃ الفطر وصول ہوا۔ اس طرح اس ماہ میں چندہ وقف جدید کی بھی وصولی ہوئی۔ حضور انور کی طرف سے موصول ہونے والا تحفہ عید احباب کو دیا گیا۔

عید کے دوسرے روز کرنال مشن میں عید ملن پارٹی دی گئی۔ جس میں کثیر تعداد میں معززین نے شرکت کی

(خاکسار سفیر احمد بھٹی انچارج کرنال زون)

۲) **یمنا نگر**:- امسال یمنا نگر میں مسجد مکمل نہ ہونے کی وجہ سے سب نے ملکرا اسماعیل آباد مسجد میں نماز عید پڑھی۔ قرب و جوار کے علاوہ دور دراز سے بھی لوگ نماز پڑھنے آئے۔ تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد افراد نماز عید میں شامل ہوئے۔ خاکسار نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ دیا۔ نماز کے بعد سب نے ایک دوسرے کو عید مبارک دی اور آپس میں گلے ملے۔ جماعت کی طرف سے نماز عید میں شامل ہونے والوں کے لئے تواضع کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ عید سے قبل حضور انور کی طرف سے بھیجی گئی عیدی غرباء اور داعی الی اللہ میں تقسیم کی گئی رمضان المبارک میں یمنا نگر زون سے دو ہزار روپیہ فطرانہ اور پانچ ہزار روپے چندہ میں وصول ہوئے۔ عید کے بعد معزز ہندو اور مسلمان بھائیوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جس میں سرپنچ و ڈاکٹر صاحبان وغیرہ شامل ہوئے۔ (منیر احمد خان انچارج یمنا نگر)

۳) **بھوانی زون**:- الحمد للہ نماز عید الفطر ۲۰۰۱-۱۲-۱۷ کو ادا کی گئی۔ قریب ۲۵۰ مرد و زن نے نماز عید ادا کی۔ تمام لوگوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اس موقع پر ۸۹۰ روپے فطرانہ، ۹۳۰/روپے چندہ عام ۲۶۶۴ روپے چندہ وقف جدید وصول ہوا۔ اللہ سے دعا ہے کہ تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کی خوب ترقی ہو اور افراد جماعت ہر شر سے محفوظ رہیں۔ آمین۔ بھوانی زون میں مزید دو سنٹروں میں نماز عید ادا کی گئی۔ یعنی 'داوری' اور 'رسانجرواس'۔ (رفیق احمد خان انچارج معلم بھوانی زون)

۴) **جیند زون**:- شہر جیند میں جماعت احمدیہ کا خوبصورت مشن ہاؤس اور مسجد ابھی تعمیر کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ رمضان المبارک کے ایام میں نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء باجماعت احمدیہ مسجد میں ادا ہوتی رہی۔ نماز تراویح کا باقاعدہ انتظام رہا۔ بعد نماز تراویح باقاعدگی سے مختلف موضوعات پر رمضان سے متعلق درس ہوتا رہا۔

عید الفطر:- مورخہ ۲۰۰۱-۱۲-۱۷ کو احمدیہ مشن جیند میں ٹھیک سوا دس بجے نماز عید ادا کی گئی۔ اس مرتبہ جیند مشن میں جیند شہر کے علاوہ جماعت بڑہ، بڈانی، بڈانہ، بمبیوا، سیلہ کھیڑی، پوپڑا، دالم والا، گوگڑیاں، رام رائے، ملک پور، ٹلکنی، بیانی، کھڑکھڑا گندرہ، حبیب پور، پندرہ جماعتوں کے کثیر نومبائعین نے نماز عید ادا کی اور فطرانہ ادا کیا۔ صرف جیند زون سے ہی پانچ ہزار روپے سے زائد فطرانہ وصول ہوا۔ نماز عید کے بعد نومبائعین کی تواضع کی گئی۔ عید والے دن رات کو بچوں کے تفریحی اور علمی پروگرام منعقد کئے گئے اور ان میں شیرینی اور پھل تقسیم کئے گئے۔

باس: جماعت احمدیہ باس میں بھی رمضان المبارک کے ایام روحانیت کے ماحول میں گزرے نماز باجماعت، تراویح، اور درس و تدریس کا انتظام رہا علاوہ اس کے ان ایام میں بچوں کی دینی کلاس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ نماز عید مورخہ ۱۷ تاریخ کو ادا کی گئی اور اس کے بعد مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

اُگالن: جماعت احمدیہ اگالن میں بھی نماز باجماعت، تراویح، درس و تدریس کا اہتمام رہا۔ مردوں کے علاوہ مستورات بھی شامل ہوتی رہیں۔ جماعت اگالن میں نماز عید ایک کھلے گھر کے صحن میں ادا کی گئی۔ عید والے دن بچوں کے تفریحی پروگرام اور مقابلے کرائے گئے۔

ملک پور: جماعت ملک پور میں بھی نماز باجماعت کے علاوہ نماز تراویح اور درس و تدریس کا انتظام رہا۔ بچوں کی دینی کلاس کا سلسلہ جاری رہا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کی ان برکتوں کو نومبائعین پر پورا سال برقرار رکھے۔

(طاہر احمد طارق انچارج جیند زون)

۵) **حصار زون**:- حصار زون میں بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ لون، مسعود پور، حسن گڑھ، سیمن اور سنگھ پورہ میں نماز عید الفطر ادا کی گئی۔ لون میں ایک سو کے قریب، مسعود پور میں ڈیڑھ سو اور حسن گڑھ میں ایک سو کے قریب احباب نے نماز عید پڑھی۔ تمام رمضان ان سنٹروں میں نماز تراویح اور درس و تدریس کا اہتمام رہا۔ عید کے روز زون میں مٹھائی اور غرباء کو تحفہ عید دیا گیا۔ بفضلہ تعالیٰ قریباً ۲۵ جماعتوں سے صدقۃ الفطر وصول ہوا جبکہ ان سب جماعتوں سے چندہ وقف جدید بھی سو فیصد وصول ہوا۔ الحمد للہ۔ بات قابل ذکر ہے کہ مسعود پور، سیمن اور سنگھ پورہ میں تقسیم ملک کے بعد پہلی بار نماز عید ادا کی گئی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ (ایوب علی خان انچارج حصار زون)

اعلان نکاح

مورخہ ۲۰۰۱-۱۱-۱۰ بروز ہفتہ جلسہ سالانہ قادیان کے مبارک موقعہ پر بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے خاکسار کے برادر نسبتی عزیز مرزا محمد اکبر بیگ سلمہ ابن مکرم مرزا محمد اطہر بیگ صاحب ساکن جھالاواڑ (راجستھان) کا نکاح عزیزہ امۃ الباسط سلمہا ربہا بنت مکرم عبد السلام صاحب عرف سیٹھ نثار احمد صاحب مرحوم ساکن یادگیر (کرناٹک) کے ہمراہ مبلغ اکاون ہزار روپے حق مہر پر پڑھا اور دولہا کے وکیل کی حیثیت سے ایجاب و قبول کے فرائض بھی سر انجام دیئے۔ قارئین بدر سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعاؤں کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔

(خورشید احمد انور نائب ناظر بیت المال آمد قادیان)

منقولات

پاکستان میں

مخلوط طرز انتخاب کی منظوری

لاہور (سکندر لودھی سے) حکومت کی طرف سے مخلوط طرز انتخاب کا طریقہ کار بحال کرنے سے الیکشن کمیشن کو آئندہ انتخابات کرانے میں آسانی ہوگی۔ اور اس کے اخراجات بھی نسبتاً کم ہونگے۔ پہلے الیکشن کمیشن کو کسی بھی سیٹ کیلئے 8 سے 10 بیلٹ پیپر بنانا پڑتے تھے۔ جس میں دو بیلٹ پیپر عام نشست (مرد اور خواتین) اور دو طرح کے چار چار بیلٹ پیپر اقلیتوں کیلئے تیار کئے جاتے تھے۔ لیکن اب قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں صرف دو دو بیلٹ پیپر ہی تیار ہونگے۔ جس میں کسی بھی مذہب کے مرد اور خواتین امیدواروں کے نام اور نشان درج ہونگے۔ اس سلسلے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ الیکشن کمیشن کے دو سربراہوں، جسٹس (ر) نعیم الدین نے 1993ء اور جسٹس (ر) سردار فخر عالم نے 1997ء کے انتخابات کے بعد صدر پاکستان کو جو رپورٹیں دی تھیں اس میں جداگانہ طرز انتخاب کی مخالفت کی گئی تھی اور یہ تجویز کیا گیا تھا کہ ملک میں مخلوط طرز انتخاب کا طریق کار بحال کیا جائے۔ اس بارے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ سابق صدر جنرل ضیاء الحق نے 1985ء میں اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے جداگانہ طرز انتخاب کا طریقہ کار نافذ کر دیا تھا۔ جبکہ اس سے پہلے 1962ء، 1967ء، 1970ء اور 1977ء کے انتخابات مخلوط طرز انتخاب کے تحت ہو چکے تھے۔ الیکشن کمیشن کے ذرائع کے مطابق پاکستان کے کسی آئین میں بھی جداگانہ طرز انتخاب کا ذکر نہیں ہے۔ اس بارے میں آئینی ماہرین نے کہا کہ ایک جرنیل نے ملک میں جداگانہ طرز انتخاب کا طریق کار رائج کیا، دوسرے جرنیل (موجودہ) صدر جنرل پرویز مشرف نے اسے ختم کر دیا۔ اور ملک میں مخلوط طرز انتخاب کا طریقہ کار بحال کر دیا۔ جو 1985ء کے انتخاب سے پہلے رائج تھا۔ ان ذرائع کے مطابق حکومت کے فیصلے کے تحت اب مسلمانوں کے ساتھ ساتھ چاروں اقلیتیں ہندو، عیسائی، قادیانی اور سکھ پرست، پارس قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی کسی بھی نشست پر نہ صرف اپنے امیدوار کھڑے کر سکتی ہیں اور بلکہ تمام سیاسی پارٹیاں بھی اقلیتوں کو ووٹ دے سکتی ہیں اور ان کے حامی زیادہ سے زیادہ حامی امیدوار بھی کھڑے کر سکتے ہیں۔ ان ذرائع کے مطابق آئندہ انتخابات مجموعی طور پر 265 نشستوں پر نئے طریق کار کے تحت ہونگے۔ جبکہ ٹیکنو کریٹس کی 25 اور خواتین کی 60 نشستوں پر تناسب نمائندگی کے تحت الیکشن ہونگے۔ اس سلسلے میں ہر پارٹی کو الیکشن رولز کے تحت عام انتخابات کیلئے کاغذات نامزدگی جمع کراتے وقت تمام سیاسی پارٹیوں اور گروپوں کو ان 85 خصوصی نشستوں کیلئے اپنے اپنے امیدواروں کی حتمی فہرست اور اس کی ترتیب (ترجیح) دینا ہوگی۔ جس میں بعد میں کوئی بھی پارٹی ردو بدل نہیں کر سکے گی۔ اس کے علاوہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ 265 نشستوں پر ہر پارٹی کو عام انتخابات میں جتنے ووٹ پڑیں گے اس میں ہر پارٹی کو ملنے والے ووٹوں کا تناسب دیکھا جائے گا اور پھر اس حساب سے اس پارٹی کے ان دونوں نشستوں کیلئے کھڑے کئے جانے والے امیدواروں کو دی جانے والی ترتیب کے تحت کامیاب قرار دیا جائے گا۔ ان ذرائع کے مطابق مثال کے طور پر ایک پارٹی کل ووٹوں کا 50 فیصد حاصل کرتی ہے۔ تو اسے خواتین کی نشستوں میں سے 30 فیصد اور ٹیکنو کریٹس کی 12 فیصد سیٹیں اسی تناسب سے مل جائیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ عام انتخابات میں ووٹ دیتے وقت ووٹر کو ایسے ٹیکنو کریٹس اور خواتین امیدواروں کا بھی پتا ہوگا۔ ان ذرائع کے مطابق اب الیکشن شیڈول بھی ایک ہی آئے گا۔ تاہم تناسب نمائندگی والی فہرست اوپن ہوگی۔ لیکن پارٹیوں کو دونوں خصوصی نشستوں کیلئے اپنے اپنے امیدواروں کے بارے میں حتمی فیصلہ اور ترتیب فراہم کرنا ہوگی۔ ان ذرائع کے مطابق آئندہ انتخابات میں جس پارٹی کو بھی زیادہ ووٹ ملیں گے اس کے امیدوار مخصوص نشستوں پر زیادہ کامیاب ہونگے۔ لیکن اگر اسے اسمبلی میں زیادہ سیٹیں ملیں لیکن ووٹوں کی تعداد کم ہو اس صورت میں مخصوص نشستوں پر اس کے زیادہ امیدوار قائم نہیں ہو پائیں گے۔ اس کے علاوہ اب 265 میں سے کوئی بھی پارٹی نصف نشستیں نہیں لے سکتی لیکن وہ ساٹھ فیصد ووٹ تو حاصل کر سکتی ہے۔ اس صورت میں سے خواتین اور ٹیکنو کریٹس کے لئے مخصوص سیٹوں پر اس تناسب سے زیادہ سے زیادہ سیٹیں ملیں گی ان ذرائع کے مطابق پرانے طریق کار کے مطابق ہونے والے انتخابات میں اقلیتوں کے لئے نتائج ۳، ۴ روز میں آتے تھے اسی دوران کئی بار نتائج مختلف وجوہ کی بنا پر بدل بھی جاتے تھے جس میں عام انتخابات میں زیادہ سیٹیں حاصل کرنے والی پارٹی اپنے اثر و رسوخ سے اقلیتوں کی زیادہ سے زیادہ سیٹیں حاصل کرنے کے لئے سرگرم ہو جاتی تھیں۔ اس لئے کوئی بھی اقلیتی امیدوار تین سو سے چار سو ووٹ حاصل کر کے کامیاب ہو جاتا تھا لیکن اب اسے بھی عام امیدواروں کی طرح ستر ہزار سے اسی ہزار ووٹ حاصل کرنے کے لئے جدو جہد کرنا ہوگی۔

(نوائے وقت انٹرنیٹ ایڈیشن ۱۸-۱-۲۰۰۲)

درخواست دعا

خاکسار کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں بلڈ پریشر بڑھ جانے کی وجہ سے ان کا بایاں ہاتھ کمزور پڑ گیا ہے علاج جاری ہے ان کی مکمل شفایابی اور صحت و تندرستی والی درازی عمر کے لئے اہلیہ و بچوں کی صحت و تندرستی درازی عمر کیلئے دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے بڑی بیٹی کے نیک رشتہ کیلئے نیز کاروبار میں ترقی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(کے اے نذیر احمد کالیکٹ کیرالہ)

وقف جدید کے سال نو کا اعلان

۴ جنوری ۲۰۰۲ء بروز جمعۃ المبارک سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف جدید کے پینتالیسویں سال نو کا اعلان فرمادیا ہے۔ جسے احباب جماعت نے بذریعہ ایم.ٹی.اے. بن لیا ہوگا۔ اللہ کے فضل سے امسال تمام دنیا کی جماعتوں میں چندہ دہندگان کی تعداد کے اعتبار سے ہندوستان اول رہا ہے۔ الحمدللہ۔

اس وقت ہندوستان میں تبلیغ و تربیت کا اکثر کام وقف جدید کے تحت ہو رہا ہے جس پر کثیر اخراجات ہو رہے ہیں۔ تمام افراد جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے سابقہ وعدہ جات وقف جدید کا جائزہ لے کر مقامی عہدیداران کو اضافہ کے ساتھ اپنا وعدہ لکھانے کے ساتھ ساتھ ادائیگی کی طرف بھی خصوصی توجہ دیں۔ نیز خاص طور پر نو مبائعین کو اس بابرکت تحریک میں ضرور شامل کیا جائے۔ اس غرض کیلئے ہندوستان کی جملہ جماعتوں میں وقف جدید کے انسپکٹران و نمائندگان کو بھی دورہ پر بھجوایا جا رہا ہے ان سے تعاون کی درخواست ہے۔

(ناظم وقف جدید)

بقیہ صفحہ: (16)

TJP کو انڈر آبزرویشن رکھا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ Situation میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی۔ فرقہ وارانہ تشدد اب بھی جاری ہے۔ اور کئی Gangs ہم نے Bust کئے ہیں۔ آپ کو حیرانگی ہوگی کہ Sectarian Killings اور Terrorism کے ذریعے ۲۰۰۱ء میں یعنی پچھلے سال چار سو لوگ جاں بحق ہوئے۔ یہ صورت حال ہے۔ یہ جو Gangs ہم نے پکڑے ہیں اس میں زیادہ تر 'سپاہ صحابہ' کے لوگ ہیں۔ اور کچھ لوگ TJP کے بھی ہیں یہ صورت حال اب برداشت سے باہر ہوگئی ہے۔ لہذا میں سپاہ صحابہ اور TJP دونوں کو Ban کرتا ہوں۔ اور ان کے ساتھ TNSM جنہوں نے ہزاروں غریب لوگوں کو، کم سمجھ لوگوں کو گمراہ کیا اور مروایا اس کو بھی Ban کرتا ہوں اس کے علاوہ سنی تحریک کو Under Observation رکھتا ہوں۔ کسی ادارے کو لشکر، سپاہ، جیش، بنانے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس سلسلے میں حکومت لشکر طیبہ اور جیش محمد کو Ban کرتی ہے۔ کوئی تنظیم آرگنائزیشن یا Individual اگر لوگوں کو تشدد Violence انٹرنل یا ایکسٹرنل کی طرف اکساتا ہے اس کے خلاف سخت کارروائی ہوگی۔ ہماری مساجد مقدس جگہ ہیں جہاں ہم سکون سے بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس جگہ کو مقدس رہنے دیں۔ مساجد کے Misuse آئندہ ہم بالکل ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔ تمام مساجد رجسٹرڈ ہونگی۔ کوئی نئی مسجد NOC کے بغیر نہیں کھولی جائیگی۔ لاؤڈ سپیکر مساجد میں اذان کے لئے اور جمعہ کے وعظ اور خطبے کے لئے استعمال ہونگے۔ لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وعظ کی اسپیشل اجازت دی جارہی ہے اگر اس وعظ کو کہیں Misuse کرنا شروع کیا گیا تو اس کی اجازت بھی بند کر دی جائیگی۔ کسی مسجد میں اگر سیاسی سرگرمی فرقہ وارانہ نفرتیں اور انتہا پسندی کی طرف اکسایا جارہا ہو تو وہاں اس مسجد کے منتظمین کے خلاف قانونی کارروائی کی جائیگی۔"

"میں تمام مساجد کے پیش اماموں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مساجد کے ذریعہ اسلام کی خوبیاں پھیلائیں۔ اچھائی کی طرف لوگوں کو Motivate کریں، حقوق العباد کی باتیں کریں منفی سوچ بند کریں مثبت سوچ کیطرف لائیں میں توقع رکھتا ہوں کہ تمام ناظم، ڈسٹرکٹ پولیس، افسر اور محکمہ اوقاف کے لوگ جو میں نے احکامات دیے ہیں ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کریں گے۔ اب مدارس پر آتے ہیں۔ مدارس کی Detailed پالیسی ایک نئے مدرسہ آرڈیننس کے ذریعہ جاری کی جائیگی۔ جو کچھ دنوں میں Issue ہو جائے گا"

"تمام مدارس اس سال ۲۳ مارچ تک رجسٹرڈ ہونگے۔ کوئی نیا مدرسہ NOC کے بغیر نہیں کھولا جائے گا۔ اگر کوئی مدرسہ انتہا پسندی یا تخریبی کارروائی میں ملوث پایا گیا جہاں کسی قسم کے ہتھیار یا Militant Activity میں ملوث پایا گیا تو اسے بند کر دیا جائیگا۔ پولیس کو میں نے ڈائریکٹ کیا ہے کہ ان تمام باتوں پر عمل کروائے۔ مجھے کوئی شک نہیں کہ پولیس جس طریقے سے Motivate ہو کر Reforme ہو کر آگے چلے گی ان میں قابلیت ہوگی کہ یہ رولز ریگولیشنز کو قائم کریں گے۔ انکی سپورٹ میں رینجر اور سول آرمڈ فورسز ہمیشہ ان کی Back Up میں رہیں گی۔

(روزنامہ نوائے وقت۔ پاکستان۔ انٹرنیٹ ایڈیشن ۱۴-۱-۲۰۰۲)

نمایاں کامیابی اور درخواست دعا

میرے بیٹے عزیزم تنویر احمد خان کو جامعہ ملیہ اسلامیہ یونیورسٹی سے "Invironmental Deteriovation in Kashmir Valley with special reference to Lidder Valley" کے موضوع پر Ph.D کی ڈگری ملی ہے۔ جموں کشمیر میں اس مضمون پر یہ پہلی ڈاکٹریٹ کی ڈگری ہے جو موصوف کو ملی ہے۔ اس وقت عزیز تنویر ریسرچ فیلو کے طور پر "Department of Environment and remote sensing of J&K state" میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی مزید ترقیات اور روشن مستقبل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۲۰۰ روپے۔

(محمد یوسف خان۔ ایس.پی. ریٹائرڈ)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)
Vol - 51 Thursday, 24 Jan 2002 Issue No : 4

Tel Fax :(0091)01872-20757
Tel Fax:(0091) 01872-21702

پاکستانی صدر جنرل پرویز مشرف کے خطاب سے اقتباسات

مذہبی دہشت گردی سالوں سے چل رہی ہے ۔سب تنگ پڑ گئے ہیں ۔اب برداشت سے باہر ہو رہی ہے

ہم نے کافروں کو مسلمان کم بنایا ھے بلکه مسلمانوں کو کافر زیادہ Declare کیا ھے

ہم نے ڈاکٹرز،انجینئرز،سِوِل سرونٹس، ٹیچرز،جومعاشرے کے ستون ھیں دھشت گردی کی بھینٹ چڑھادئے

مسجدوں میں ،امام بارگاھوں میں، ھم نے ایک دوسرے کو مارنا شروع کر دیاھے ۔مساجد کے امام مساجد میں قتل کر رھے ھیں

اسلام میں جہاد صرف عسکری جہاد تک محدود نہیں

خدائی فوجدار بننے کی کوئی ضرورت نہیں

2001ء میں 400 لوگ دھشت گردی کی نذر ھوئے

پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے 12 جنوری 2002ء کو پاکستانی قوم کے نام خطاب کیا۔ ذیل میں ہم ان کے خطاب کے کچھ حصے روزنامہ 'نوائے وقت' انٹرنیٹ ایڈیشن 13 جنوری 2002ء کے حوالہ سے پیش کرتے ہیں۔ پاکستانی صدر کی یہ تقریر پاکستان کی نہایت دردبھری اور دلدوز حالت کی آئینہ دار ہے۔ کاش یہ قوم اب بھی خدا کے مامور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے عافیت بخش سائے تلے آجائے۔ (ادارہ)

''یہ انتہاپسند جن کی بات میں کر رہا ہوں جن کی نشاندہی میں کر رہا ہوں، یہ وہ ہیں، سب سے پہلے تو جو اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں اور خدانخواستہ سمجھتے یہ ہیں کہ دوسرے مسلمان نہیں ہیں یہاں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو طالبان کو سمجھتے تھے :A Symbol of Islam جیسے کہ طالبان ایک Islamic Renaissance لا رہے ہیں یا Purest form of Islam کی پریکٹس طالبان کر رہے ہیں جیسا کہ ناردرن الائنس جن سے وہ لڑ رہے تھے، وہ خدانخواستہ کوئی غیر مسلم تھے جبکہ دونوں مسلمان، دونوں کلمہ گو تھے اور یہ وہ لوگ ہیں جو حقوق العباد کی تو بات ہی نہیں کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بات اس لئے نہیں کرتے کیونکہ حقوق العباد مشکل ہے، قربانیاں دینا پڑیں گی۔ وہ اپنی Pajeros اور Turbos کا جواب کیسے دے سکیں گے؟ ان انتہاپسندوں سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہزاروں پاکستانیوں کو گمراہ کر کے افغانستان میں مروانے کا ذمہ دار کون ہے؟''

''یہ مذہبی دہشت گردی سالوں سے چل رہی ہے۔ سب تنگ پڑ گئے ہیں، اب برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہے۔ عوام شریف آدمی اس کلاشنکوف کلچر، اس ٹی ٹی کلچر سے جان چھڑانے کی باتیں کر رہے ہیں۔ تمام لوگ تنگ پڑے ہوئے ہیں، اس سلسلے میں لشکر جھنگوی اور سپاہ محمد کو ہم نے بین کیا تھا۔ اس صورت حال میں اب اہم فیصلے کا دن آ گیا ہے۔ کیا ہم پاکستان کو محض ایک Theriatic State بنانا چاہتے ہیں، کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ محض مذہبی تعلیم گورننس کے لئے یا گورنمنٹ چلانے کے لئے کافی ہے، یا ہم پاکستان کو ایک ترقی پسند Dynamic Islamic Welfare State بنانا چاہتے ہیں۔''

''میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا صرف توڑ پھوڑ، مارنا، نفرتیں، یہی کام ان کو آتا ہے یا کیا یہ اسلام سکھاتا ہے؟ اب افغانستان کے علاوہ ان کی کارکردگی دیکھتے ہیں۔ فرقوں اور مسلکوں کی جنگ شروع کی ہوئی ہے۔ فرقے اور مسلک تو اسلام میں زمانے سے ہیں Intellectual Difference یعنی ذہنی اختلاف Freedom of thought مختلف سوچ اس میں کوئی فرق نہیں ہے جب تک یہ Intellectual Difference صرف Intellctual Debates کی حد تک محدود ہے اب کیا ہو رہا ہے۔ آپس میں قتل و غارت ہو رہی ہے۔ کوئی Tolerance نہیں ہے۔ ایک دوسرے کے لئے قائداعظم نے تو ہمیں کہا تھا کہ پاکستان تمام Religions کے لئے برابری دکھائے گا۔ یہاں تو تمام Religions کو چھوڑیں یہاں تو ہم مسلمان اپنے آپ کو مار رہے ہیں تو دوسروں کے لئے کیا Tolerance ہمیں دکھانی ہے۔ **میرا تو یہ خیال ھیکہ ھم نے کافروں کو مسلمان کم بنایا ھے بلکه مسلمانوں کو کافر ھم نے زیادہ Declare کیا ھے** ۔ ان تمام باتوں سے ہم نے کتنا نقصان اٹھایا ہے۔ ہم نے اپنے Highly Qualified ڈاکٹرز، انجینئرز، سول سرونٹس، ٹیچرز جو معاشرے کے ستون ہیں، یہ مارے گئے۔ ان کا نقصان ہم نے اٹھایا۔ اس کا کس کو نقصان پہنچا۔ ان کے خاندانوں کو تو نقصان پہنچا ہی لیکن سب سے بڑا نقصان کس کو پہنچا پاکستان کو پہنچا۔ کیونکہ یہ جیسے میں نے کہا معاشرے کے ستون تھے اور ان کو ہم نے کھو ڈالا، انتہا تو یہ ہے کہ مسجدوں میں، امام بارگاہوں میں، ہم نے ایک دوسرے کو مارنا شروع کر دیا۔ اب لوگ ان مقدس جگہوں میں مسجدوں، امام بارگاہوں میں، جانے سے ڈرتے ہیں۔ کتنے شرم کی بات ہے کہ ہم مسجدوں کے باہر پولیس والوں کو کھڑا کریں اپنی پروٹیکشن کے لئے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اسلام دین ہے۔ ایک Way of life ہے کیا یہ Way of life ہے؟ کیا اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ایک دوسرے سے ہم ڈریں؟ مسلمانوں ہی سے ڈریں اور اپنی عبادت گاہوں میں جاتے ہوئے ڈریں۔ اور ادھر پولیس تعینات کی جائے۔ اور کیا انہوں نے کیا ہوا ہے۔ اسلام کے ساتھ مسجدوں جیسی مقدس جگہوں کو Misuse کیا جا رہا ہے۔ نفرتیں پھیلانا، دہشت گردی پہ لوگوں کو اکسانا، ایک دوسرے کے فرقوں کے خلاف، ایک دوسرے کے مسلک کے خلاف، حکومت کے خلاف۔ آپ کو یہ پتہ ہونا چاہئے میں بتانا چاہوں گا کہ کئی دہشت گرد گروپس پکڑے گئے ہیں۔ کراچی میں مجھے آئی۔ جی صاحب بریف (Breef) کر رہے تھے ان میں سے ایک گروپ کا لیڈر ریلیر مسجد کا پیش امام ہے جس نے کئی لوگوں کے قتل خود کئے''

''اسلام میں جهاد صرف عسکری جهاد تك محدود نهیں هے

کبھی ہم نے جہالت، غربت، پسماندگی اور بھوک کے خلاف جہاد کا سوچا ہے؟ یہ زیادہ بڑا جہاد ہے۔ اب پاکستان کو میرے خیال میں اس کے خلاف جہاد چاہئے۔ ہمیں یاد ہوگا کہ غزوہ خیبر کے بعد حضور صلعم نے فرمایا تھا کہ اب جہاد اصغر ختم ہوگئی ہے لیکن جہاد اکبر شروع ہے۔ یعنی عسکری جہاد جو چھوٹی جہاد ہے وہ ختم ہے اور پسماندگی Backwardness اور جہالت کے خلاف جہاد جو کہ بڑی جہاد ہے وہ شروع ہوئی ہے۔ پاکستان کو جہاد اکبر کی ضرورت ہے۔ اس وقت یہ بھی یاد رکھیں کہ عسکری جہاد صرف حکومت وقت کے فیصلے سے ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی میں کہنا چاہوں گا کہ پوری دنیا میں عسکری جہاد پھیلانے کا ٹھیکہ پاکستان نے نہیں لیا ہوا ہے۔ اب بات ہو رہی ہے تیج راتے کی اس کی تیسری بات میں سمجھتا ہوں کہ ہماری توجہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی طرف بھی ہونی چاہئے۔ سکولوں میں کالجوں میں اور مدرسوں میں حقوق العباد کی باتیں ہونی چاہئیں''

''اب اتنی باتوں کے بعد میں کچھ فیصلوں پر آنا چاہتا ہوں۔ Writ of the Government قائم کرنی ہے۔ ہر ادارہ ایک Regulated طریقہ سے فنکشن کرے گا پاکستان میں۔ کوئی شخص کوئی آرگنائیزیشن کی پارٹی کو قانون توڑنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اندرونی فضا کو ٹھیک کرنا ہے۔ معاشرے میں تبدیلی ٹھہراؤ اور توازن لانا ہے۔ برداشت Maturity ذمہ داری کی فضا، صبر اور Understanding کی فضا قائم کرنی ہے۔ Militancy انتہا پسندی Violance، Fundamentalism کا خاتمہ کرنا ہے نفرت اور غصہ کا ماحول ترک کرنا ہے۔ سادے، کم فہم، غریب لوگوں کو اکسا کر لڑنے مرنے پر تیار کرنا بند کریں۔ اپنے ملک کی فکر کریں Pakistan comes First سب سے پہلے پاکستان۔ خدائی فوجدار بننے کی کوئی ضرورت نہیں دوسرے ملکوں میں جا کر دخل اندازی کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے''

''انتہا پسند آرگنائیزیشنز کی بات کرنا چاہوں گا۔ دہشت گردی (ٹیرارزم) فرقہ واریت بند ہونی چاہئے۔ 14 اگست کو میں نے لشکر جھنگوی اور سپاہ محمد کو Ban کیا تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ سپاہ صحابہ اور

باقی صفحہ (15) پر ملاحظہ فرمائیں